اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
SEPTEMBER 2023
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 351
Regd. # MC-1177

حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں
مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے کی گئی شدید گستاخی پر
دیوبندی علما کا ردِّ عمل

بنام

(حصہ دوم)

حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام

مولوی طارق جمیل دیوبندی کے نشانہ پر

مؤلِّف

میثم عباس قادری رضوی

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں
مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے کی گئی شدید گُستاخی پر
دیوبندی علما کا رَدِّعمل
بنام

حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام

مولوی طارق جمیل دیوبندی کے نشانہ پر

(حصہ دوم)

مُؤَلِّف

میثم عباس قادِری رضوی

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب .... حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام

مولوی طارق جمیل دیوبندی کے نشانہ پر (حصہ دوم)

مؤلف .... میثم عباس قادری رضوی

صفحات ۷۲

سن اشاعت .... صفر المظفر ۱۴۴۵ھ/ستمبر ۲۰۲۳ء

ناشر جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی،

فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ **www.ishaateislam.net** پر موجود ہے

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحات
1	پیش لفظ	4
3	مولوی طارق جمیل نے حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں صریح گستاخی کی ہے: مولوی خضر حیات بکھروی	6
4	حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی کرنے پر ابنِ انیس مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی کی جانب سے مولوی طارق جمیل پر فتوائے کفر، اور اُن کے وکلائے صفائی مفتی طارق مسعود دیوبندی اور مولوی خالد مدنی دیوبندی کا مُحاسبہ	8
5	مولوی طارق جمیل دیوبندی کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کی دوزبانیں	61
6	دیوبندیوں کے نزدیک ان کے اکابر کی عزت واہمیت انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام سے زیادہ ہے	64
7	پہلا ثبوت	64
8	دوسرا ثبوت	67
9	اگر کوئی دیوبندی اس کتاب کے مندرجات کے جواب میں صرف اِلزامی جوابات دے گا، تو وہ قابلِ قبول نہیں ہوں گے: مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کا اُصول	69

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم
اَمّابعدُ فاعوذباللّٰہِ من الشیطانِ الرَّجیم
بِسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخرالزّ مان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تک بے شمار نبی اور رسول بھیجے۔ان کی تعداد وہی جانتا ہے کیونکہ اس بارے میں مختلف روایتیں ہیں لہٰذا یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے ان پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت کرنا اور بہرصورت ان کی تعظیم وتوقیر فرض ہے ان کے بارے میں ایسا لفظ بولنا یا ایسا کام کرنا جس سے ان کی تعظیم وتوقیر میں کمی ہو جائز نہیں ہے۔ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کی ادنیٰ سی بے حُرمتی اور گستاخی دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتی ہیں لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں جب بھی کوئی بات کہی جائے تو اس میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے خاص کر مُبلّغین ومُقرّ رین کے لئے ضروری ہے کہ وہ احادیث وواقعات اور انبیاء کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے ایسا انداز ہرگز ہرگز اختیار نہ کریں جس سے ان کی شان میں بے ادبی کا تصوّ ر قائم ہوتا ہو۔

چند سالوں قبل برطانیہ کے ایک اُردو چینل پر دیوبند اور تبلیغی جماعت کے مکتبہ فکر کے مشہور مُبلّغ مولوی طارق جمیل دیوبندی خطاب کرر ہے تھے جس میں موصوف نے دورانِ خطاب اللہ کے جلیل القدر نبی حضرت سیّدنا یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایسی زبان استعمال کی جس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی صریح توہین اور گُستاخی ہوئی۔ موصوف کے الفاظ ملاحظہ کیجئے، کہتا ہے: یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے ظلم کی وجہ سے

چالیس سال اُن کو در بدر ہونا پڑا، گھر سے جُدا رہے، پھر تہمت لگی، زلیخا نے تہمت لگائی پھر وہ جب عورتوں میں بھی بات پھیل گئی کہ مُجرم تو یوسف نہیں، مُجرم تو زلیخا ہے تو (عزیزِ مصر کی بیوی کی) تھوڑی بدنامی ہونے لگی تو انہوں نے یوسف علیہ السلام کو گدھے پر بٹھا پر منہ کر کے پورے شہر میں چکر لگوایا اور پیچھے اعلان کروایا کہ: ''ھذا جزاء من اراد بسیدہ سوء'' جو اپنے آقا سے بُرائی کرے اس کی یہ جزا ہے۔

اس گستاخانہ اور توہین آمیز تقریر کے سبب متعدد دیوبندی علماء نے مولوی طارق جمیل کا رَدّ کیا اور اسے توہینِ حضرت یوسف کا مُرتکب قرار دے کر توبہ اور معافی نامہ کا مطالبہ کیا۔

علماء دیوبند کی طرف سے مولوی طارق جمیل کی مذکورہ گستاخی پر جو رَدِّ عمل آیا اسے ایک رسالہ بنام ''مولوی طارق جمیل دیوبندی کے نشانہ پر'' صورت میں میثم عباس رضوی نے ترتیب دیا ہے جس کا دوسرا حصہ جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت اپنے سلسلہ اشاعت نمبر 351 پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

ابوثوبان مفتی محمد کاشف العطاری المدنی

دار الافتاء النور

جمعیت اشاعت اہلسنت (کراچی) پاکستان

مولوی طارق جمیل نے حضرتِ یوسُف عَلَیۡہِ السَّلَام کی شان میں صریح گُستاخی کی ہے: مولوی خضر حیات بکھروی

(۱۴) ایک ویڈیو بیان میں مولوی خضر حیات بکھروی دیوبندی نے مولوی طارق جمیل کی جانب سے حضرتِ یوسُف عَلَیۡہِ السَّلَام کی شان میں کی گئی گُستاخی کے متعلق پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے اسے صریح گُستاخی قرار دیا ہے، ذیل میں سوال اور جواب دونوں نقل کیے جا رہے ہیں:

(سوال):۔''طارق جمیل نے حضرتِ یوسُف کی گُستاخی کی، اِس سے رُجوع کیا ہے یا نہیں؟''۔

(جواب):۔''مولانا طارق جمیل صاحب تو میرا خیال ہے دِن میں سو دفعہ توبہ کرتے ہوں گے، تب جا کے کہیں کھانا پورا ہوگا، لیکن تجدیدِ نکاح بھی ضروری ہے، صرف توبہ سے کام نہیں چلے گا۔ اب وہ **طارق جمیل نے صریح گُستاخی کی، اور دو جھوٹ بھی بولے کہ حضرتِ یوسُف عَلَیۡہِ السَّلَام کا منہ کالا کر کے مصر کے بازاروں میں پھرایا گیا۔ اب یہ حضرتِ یوسُف کی توہین بھی ہے، اور حضرت یوسُف عَلَیۡہِ السَّلَام پہ جھوٹ بھی ہے**، اب رُجوع کیا، اور رُجوع جو کیا، تو اُس میں بھی فراڈ کیا، صریح بے ایمانی کی۔ اور کہتا ہے کہ ''قُرطبی'' اور ''تفسیرِ کبیر'' میں لکھا ہے، لیکن اُس میں بھی شرارت کی کہ ''قُرطبی''، ''تفسیرِ کبیر'' میں یہ یہودیوں کی روایت ہے، اسرائیلی روایت۔ اور اس کے آگے صاف لکھا ہے کہ: یہ موضوع ہے، من گھڑت ہے، اب موضوع روایتیں بیان کرنا کہ فلانی جگہ پہ بھی لکھا ہے، ویسے تو ''ابنِ ماجہ'' میں بھی لکھا ہے کہ ایک بکری نے کچھ قرآن کھالیا، طارق جمیل کو اگر پتہ چلے تو یہ شروع کر دے گا کہ ''ابنِ ماجہ'' میں لکھا ہے، فلانی

کتاب میں لکھا ہے، ''جلالین'' اور تفسیروں میں بھی اور بھی بہت کچھ گپیں لکھی ہیں، لیکن طارق جمیل نے یہ ظلم کیا ہے، اور پیغمبر کی توہین بھی کی، اور پیغمبر پر اِلزام بھی لگایا۔ اب تنبیہ کرنے کے بعد چاہیے یہ تھا توبہ کرتا، لیکن اُس نے توبہ نہیں کی، اُس نے اپنی اُس غلطی پر لیپ لگایا، اور کہتا ہے فلانی جگہ پہ بھی لکھا ہے، فلانی جگہ پہ بھی لکھا ہے، یعنی اُس کی تائید پیش کی۔

سوال: طارق مسعود اور مینگل کا کیا اِختلاف ہے؟

جواب: یہ جو مفتی طارق مسعود صاحب ہیں، یہ ''جامعۃُ الرّشید'' کے مفتی ہیں، اور طارق جمیل نے جب یہ شٹل چھوڑا، تو کچھ ہوتے ہیں نہ بلا اُجرت وکیل، مفتی طارق مسعود صاحب نے وکالت کی، اور اُنہوں نے باقاعدہ جناب، اوہ جی ''قُرطبی'' میں بھی ہے، اور ''کبیر'' میں بھی ہے، اور ''رازی'' میں بھی ہے، اور بھی اُنہوں نے یہ صفائی پیش کرنے کی کوشش کی، تو اِس پر شیخ الحدیث، ڈاکٹر منظور احمد مینگل، جو کراچی کے مشہور عالم ہیں، اور یہ ''جامعۃُ الرّشید'' اور کراچی کے مدارس کے جتنے مُلّاں ملوانے ہیں، یہ مینگل صاحب کے گٹے تک بھی نہیں پہنچ سکتے، علمی حالت اِن کی یہ ہے، چاہے یہ ''جامعۃُ الرّشید'' ہو، یا ''اَحسنُ العُلوم'' ہو، وہاں کے بوڑھے شیخ الحدیث ہوں، یا یہ ''دارُالعلوم، کراچی'' یا ''فاروقیہ''، ان میں جتنے بھی جبے قُبے، دستار شستار والے، مفتی شُفتی، اور حضرتِ ''اقداس'' کا اسٹاک ہے، یہ مینگل صاحب کے گٹے تک بھی نہیں پہنچ سکتے علمی وجاہت کے اعتبار سے۔ تو مینگل صاحب نے بہترین رَدّ کیا، اللہ اُن کو جزائے خیر دے، زبردست رَدّ کیا، اور اُنہوں نے اپنا حق ادا کیا، مفتی طارق مسعود کا بھی صحیح آپریشن کیا، اور طارق جمیل کا بھی۔ دونوں طارق اکٹھے ہو گئے تو اُنہوں نے دونوں کا کیا، اب اس کے بعد پھر مفتی طارق مسعود، اب

چاہیے یہ تھا کہ توبہ کا اعلان کرنا چاہیے، مفتی طارق مسعود صاحب کو بھی توبہ کا اعلان کرنا چاہیے، لیکن پھر اُس نے کلپ دیا، اور کلپ میں پھر چالا کی کی، کہتے ہیں میں نے تو طارق جمیل کا دفاع ہی نہیں کیا تھا، ایک طرف مینگل کی لگی آپ کہتے ہیں دفاع ہی نہیں کیا تھا، اور میں نے تو کہا کہ آگے سے ایک نیا شگوفہ بھی چھوڑا کہ رُجوع فقہی مسائل میں ہوتا ہے۔ مَاشَاءَ اللّٰہ۔ یعنی جو کسی پیغمبر کی توہین کرے، اور پیغمبر پہ جھوٹ بولے، تو اُس سے مفتی طارق مسعود کے ''جَامِعَةُ الرَّشِید''میں، مسئلہ یہ ہے کہ اُس سے رُجوع کرنا بھی کوئی ضروری نہیں ہے، کہتے ہیں رُجوع تو فقہی مسائل میں ہوتا ہے، تاریخی مسائل میں نہیں۔ اب یہ ہے ان ''جَامِعَةُ الرَّشِید'' کے مفتیوں کی حالت۔ تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ فقہی مسائل میں تو رُجوع ہے، لیکن ایک آدمی کسی پیغمبر کی توہین کرے، اور پیغمبر پہ جھوٹ بولے، بہتان لگائے، تو اُس پہ رُجوع بھی ہوگا، توبہ بھی ہوگی، اور تجدیدِ نکاح بھی ہوگا، یہ مفتی طارق مسعود کو بھی بات سمجھ لینی چاہیے''۔

حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی کرنے پر ابنِ انیس مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی کی جانب سے مولوی طارق جمیل پر فتوائے کفر، اور اُن کے وکلائے صفائی مفتی طارق مسعود دیوبندی اور مولوی خالد مدنی دیوبندی کا مُحَاسَبَہ:

(۱۵) کتاب کے شروع میں آپ یہ ملاحظہ کر آئے ہیں کہ ابنِ انیس مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی کے کہنے پر مولوی طارق جمیل کے غیر شرعی اقوال وافعال کے رَدّ میں ایک قسط وار مقالہ بہ عنوان ''ایک ملمّع ساز قصہ گو واعظ! ایک فتنہ'' لکھا ہے۔ ذیل میں اس مقالہ کی مختلف اقساط کے وہ اقتباسات پیش کیے

جا رہے ہیں جن میں حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کی شان میں مولوی طارق جمیل کی جانب سے کی گئی گستاخی کا رَدّ کیا گیا ہے، اور اُن کے وُکلائے صفائی مفتی طارق مسعود دیوبندی (کراچی) اور مولوی خالد مدنی دیوبندی کی جانب سے اس گستاخی کے ناکام دِفاع کا جواب دیا گیا ہے، ابنِ انیس مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی نے ''توہینِ نبی کا ارتکاب'' کے عنوان کے تحت مولوی طارق جمیل کا رَدّ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''**واعظِ موصوف نے علما، صُلحا کے بعد اب عصمتِ انبیا پر بھی کمند ڈال دی ہے، اور مختلف طریقوں سے اپنے وجدان کے مطابق ان کی توہین کرنے میں لگے ہوئے ہیں، جن میں ان کی طرف سے قُرعہ فال حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کے نام کا نکلا۔** عجیب بات ہے چند برس قبل بھی ایک خودساختہ مُفسِّر نے یہی کچھ کیا تھا، جس پر علما نے گرفت کی تھی، لگتا ہے کہ موصوف انہی کے پیرو ہیں، جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ **واعظِ موصوف کو نہ صرف جھوٹ بولنے، بلکہ جھوٹ گھڑنے کی عادت ہو گئی ہے۔ اس میں وہ کسی عام آدمی تو کیا بلکہ کسی نبی کو بھی بخشنے کو تیار نہیں۔** ان کا گھڑا ہوا ایک جھوٹ ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں کہ:

''حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلام پر تہمت لگی، زلیخا نے تہمت لگائی، اور پھر عورتوں میں بات پھیل گئی کہ مجرم تو یوسُف نہیں، مُجرم تو زلیخا ہے۔ تو تھوڑی بدنامی ہونے لگی تو یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کو گدھے پر بٹھا کر، منہ کالا کر کے پورے شہر کا چکر لگوایا۔ اور پیچھے اعلان کروایا: ''هٰذَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِسَيِّدِهِ السُّوْءَ''۔ ''جو اپنے آقا سے بُرائی کرے، اُس کی یہی جزاء ہے''۔ یہ بازار میں نبی ابنِ نبی ابنِ نبی ابنِ نبی، گدھے پر پھرایا جا رہا ہو، پھر جیل تین سے نو سال''

اس پر بیت اللہ میں بیٹھے ایک مفتی صاحب (یعنی مولوی مکّی حجازی دیوبندی: از ناقل) نے واعظِ موصوف کا بیان حاضرین کو سُنا کر ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ثُمَّ نَعُوْذُبِاللّٰہِ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن '' پڑھا، اور فرمایا کہ اللہ اپنے نبیوں کو اِتنا ذلیل ورُسوا نہیں کرتے...... ان مولوی صاحب کو کسی نے گدھے پر بٹھایا ہوگا، اس نے اپنا غصہ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام پر نکال دیا۔ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں تو عزیزِ مصر بھی جانتا تھا کہ وہ بے گُناہ ہیں۔ ''یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا '' اور بیوی سے کہا کہ: ''وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْبِکِ '' تم اپنے گناہ سے توبہ کرو۔ جب عورتوں نے مکر چلایا تو یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام نے خود دُعا مانگی: ''رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ ''۔ ''یااللہ! ان کے مکر سے، بہتر ہے کہ مجھے جیل میں بھیج دے''۔ یہ تو ان کی اپنی دُعا تھی، دوسرے یہ کہ عزیزِ مصر نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ بات پھیلتی جارہی ہے، بہتر یہ ہے کہ ہم یوسُف کو جیل بھیج دیں، اس کے باوجود وہ تو جانتے تھے کہ یوسُف بے گناہ ہے، پھر یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام جیل میں بھی بڑی شان سے رہے...... ایسی باتیں کرنا جو پیغمبر کی شان کے بھی خلاف ہو، آدمی کافر ہوجاتا ہے''۔

یہ تو ہے بیت اللہ کے مفتی صاحب کا فتویٰ۔ جبکہ پاکستان سمیت پوری دُنیا میں جہاں تک مسلمانوں خصوصاً اہلِ علم تک جب یہ بات پہنچی، تو وہ سکتے میں آگئے۔ **یاد رکھیں اہلِ علم میں سے کسی بھی شخصیت نے واعظِ موصوف کی اس بات سے اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ ردِّ عمل کے طور پر انہیں مطعون ہی کیا گیا ہے۔ نیز ابھی تک واعظِ موصوف نے نہ تو اپنے اس بیان سے رُجوع کیا ہے، اور نہ ہی اس پر بہ ذاتِ خود کوئی وضاحت کی ہے۔** واعظِ موصوف

کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ جب کوئی انوکھی بات فرماتے ہیں یا موضوع سے ہٹ کر بات کرتے ہیں تو اس میں حوالہ نام کی کوئی شئے نہیں ہوتی، بس صرف حدیث یا واقعہ ہی بیان فرما کر اپنے آپ کو ریسرچر ثابت کرتے ہیں، تا کہ ان کا گھڑا ہوا جھوٹ تلاش کرنے میں محققین کو دِقّت ہو، اور عام آدمی ان کے کہے ہوئے کو ہی حجت مان لے۔اور جب اہلِ علم کی طرف سے ان پر سوال اُٹھایا جاتا ہے تو خود جواب دینے کی بجائے اپنے ذہنی معذور چیلوں کو آگے کر دیتے ہیں، اور خود پسِ پردہ بیٹھ کر تماشا دیکھتے ہیں۔کسی بھی مُفسّر یا مؤرِّخ نے اس قسم کی بات نہیں لکھی، لازمی بات ہے کہ مفسّرین کے نزدیک یہ بات خلافِ واقعہ بھی تھی، اور خلافِ تہذیب بھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ واعظِ موصوف اس نازک اور اہم غلطی پر نادم ہوں گے، یا اس کی بہ ذاتِ خود وضاحت کریں گے، بظاہر لگتا ہے کہ وہ اپنی کہی ہوئی مُغلّظات کا جواب دینا اپنی شان کی توہین سمجھتے ہیں۔

بیان میں تحریف:

میں اس سلسلہ میں اپنا جوابی مضمون تیار کر کے شائع کرنے کے لیے بھیجنے ہی والا تھا کہ یوٹیوب پر ایک کلپ پر نظر پڑی، جس میں لکھا تھا کہ واعظِ موصوف پر اعتراض کا جواب۔یہ جواب وکھری معلومات "Wakhri Tv Maloomat-wm" نامی ایک یوٹیوب ٹی وی پر دیا گیا تھا، چنانچہ میں نے فوراً پریس میں جاتے ہوئے شمارے کو رُکوالیا کہ شاید اس جواب میں کوئی ایسی بات آجائے کہ ہم کسی پر بہتان کے گُناہ سے بچ جائیں، مگر اس جواب کو ملاحظہ کرنے پر معلوم ہوا کہ اس میں تو وکھری قسم کا جواب ہے، اس میں جھوٹ کے ساتھ ساتھ دجل بھی شامل کیا گیا ہے، اس میں واعظِ موصوف کے وکھری ٹائپ کے ایک ذہنی طور پر معذور یا ہوشیار قسم کے چیلے (مولوی

خالدمدنی دیوبندی از ناقل) کی طرف سے جواب تھا۔اس کے منہ سے لڑکھڑاتی،خرخراتی ہوئی آواز نکل رہی تھی،ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نیچے سے کسی نے ان کی کوئی نبض دبائی ہوئی ہے،واعظِ موصوف نے اپنی خرافات کا جواب دینے کے لیے وکھری ٹائپ کے ذہنی معذور چیلے رکھے ہوئے ہیں،جوکہ ان کی خرافات کوحق ثابت کرنے کا کام کرتے ہیں،اور یہ معذور چیلے قادیانیوں کی طرح ہوا کا رُخ بدلنے میں ماہر ہیں،جب کسی قادیانی سے ختمِ نبوت کا معاملہ اُٹھایاجائے،تووہ فوراًموضوع بدل کرحضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی حیات وممات پر بحث شروع کردیتا ہے،بالکل اسی طرح واعظِ موصوف کے یہ چیلے چانٹے اصل حقیقت کواوجھل کرنے کے لیے آدھی بات کرتے ہیں،باقی کو پی جاتے ہیں۔

واعظِ موصوف کے اس وکھری معلومات کے چینل والے ذہنی معذوردجّال نے واعظِ موصوف کی حقّانیت کوثابت کرنے کے لیے ’’تفسیر ابن عطیہ‘‘مؤلّف ابومحمد عبدالحق بن غالب۔’’تفسیر قُرطبی‘‘،مؤلّف ابوعبداللہ بن محمد بن احمد۔’’البحر المحیط‘‘،مؤلّف ابوحیان بن یوسُف الاندلسی۔’’صفوۃ التفاسیر‘‘،مؤلّف محمد علی صابونی کے حوالے دیے ہیں،اورفرماتے ہیں کہ واعظِ موصوف نے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق جوکچھ کہا ہے،وہ صحیح ہے،اس لیے کہ ان تفاسیر میں یہ واقعہ موجود ہے۔ **چونکہ واعظِ موصوف کاٹولہ کذّابوں اوردجالوں کا ہے،اس لیے اس معاملے میں بھی دجل کرگئے،یعنی آدھی عبارت کولکھ کراس کوجواب بنادیا،جیسے ’’لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ‘‘یعنی’’نماز کے قریب نہ جاؤ‘‘توکہہ دیا،’’وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی‘‘’’اورجب تم نشہ میں ہو‘‘کوچھوڑدیا،بالکل اسی طرح اس ذہنی معذور چیلے نے حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق کہا گیاواعظِ**

موصوف کا یہ پورا فقرہ نقل نہیں کیا کہ: ''یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو گدھے پر بٹھا کر منہ کالا کر کے پورے شہر کا چکر لگوایا، اور پیچھے اعلان کروایا: ھٰذَا جَزَاءَ مَنْ اَرَادَ بِسَیِّدِهِ السُّوء ۔''جو اپنے آقا سے بُرائی کرے، اُس کی یہی جزاء ہے''۔ یہ بازار میں نبی ابنِ نبی ابنِ نبی ابنِ نبی، گدھے پر پھرایا جار ہا ہو، پھر جیل تین سے نو سال''۔

بلکہ واعظِ موصوف کی طرف سے صرف گدھے پر بٹھانے کا تذکرہ کر دیا جو کہ ان تفاسیر میں لکھا ہے، **اور باقی یہ کہ: ''ان کا منہ کالا کیا گیا تھا'' واعظِ موصوف کے کہے گئے ان الفاظ کو پی گئے، جو کہ ان تفاسیر میں کہیں نہیں لکھا گیا، یہ ہے اصل دجل، جس کی طرف ہم توجہ دِلا رہے ہیں، اور اسی جملہ کی وجہ سے بعض اہلِ علم کی طرف سے واعظِ موصوف کے متعلق کفر کی بات کہی گئی ہے،** اسی طرح حضرتِ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی گئی جس میں حضرتِ ابنِ عباسؓ کے صرف اتنے ہی الفاظ ہیں:

''فحُمِل یوسُف علٰی حمارٍ، امامه بالطبل''

کہ: ''حضرتِ یوسُف کو گدھے پر بٹھا دیا گیا، اور ان کے سامنے ڈھول بجائے گئے''۔

اور اعلان کیا گیا:

''ھذا جزاء من یعصی سیدته''۔ ''جس نے سردار کی نافرمانی کی ہے، ان کی عزّت پہ حملہ کرنے کی کوشش کی ہے''، مگر اس روایت میں بھی کہیں حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا منہ کالا کرنے کا ذِکر نہیں، بلکہ وہ ذہنی معذور ترجمان حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا صرف گدھے پر ہی بٹھانے کا بیان کر کے کہہ رہے ہیں:

''اگر یہ بیان کرنا کفر ہے، اور وہ (واعظِ موصوف) کافر ہو جاتے ہیں تو صرف

وہی کافر کیوں؟۔اگر ''تفسیر قُرطبی'' والا بھی بیان کرتا ہے، تو وہ بھی کافر ہے۔ ''تفسیر ابن عطیہ'' والا بھی کافر ہے۔ تو پھر حضرتِ عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے: ''فحمل یوسف علی حمارٍ ''۔ تو اس کے مطابق وہ بھی کافر ہیں''۔

گویا کہ واعظِ موصوف کے ذہنی معذور چیلے نے اپنے دجل کے ساتھ ان تمام مُفسّرین اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے اجل صحابی کو بھی اپنے گرو''واعظِ موصوف'' کے گناہ میں شریک قرار دے کر اس کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے، اور ان پر بھی کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ ویسے واعظِ موصوف کے نزدیک صحابۂ کرامؓ کو کافر کہنا کوئی گناہ نہیں، اسی لیے وہ صحابۂ کرام کو کافر کہنے والوں کے بغل گیر ہوتے ہیں۔

میں پھر دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ بات صرف اتنی نہیں ہے، اصل معاملہ تو اس سے آگے کا ہے کہ کیا ان مُفسّرین نے وہ کفر بکا ہے جو کہ واعظِ موصوف نے بکا ہے کہ: ''حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کا منہ کالا کیا گیا تھا''، یہ ان تفاسیر میں ہے یا نہیں؟ اس کا جواب ترجمان نے نہیں دیا، صاف بات ہے کہ ایسا کسی مفسر نے نہیں لکھا، مگر دجل کرنے والے واعظِ موصوف کے دوسرے حصے کو پی گئے، اور عوام کو پہلے حصے کی پٹی کے پیچھے لگانے کی کوشش کر رہے ہیں، اصل میں یہ واعظِ موصوف کی اپنی اختراع ہے، جو کہ اہانتِ نبی کا پتہ دیتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ واعظِ موصوف کے چیلوں چانٹوں کا مذہب بھی یہی ہے کہ: ''حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کا منہ کالا کیا گیا تھا''۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ اگرچہ دو ایک مُفسّرین نے گدھے پر سواری کی بات لکھ دی ہے، مگر پھر بھی اس بات کو دوسرے تمام مُفسّرین نے ذِکر نہیں

کیا، اسی لیے یہ بات اہلِ علم میں بیان نہیں کی جاتی، کیونکہ اس پر کلام ہے، عوام الناس اس کا ادراک نہیں رکھتے۔ جبکہ واعظِ موصوف نے کئی صدیاں گزر جانے کے بعد حضرتِ یوسف عَلَیْهِ السَّلَام کو گدھے پر بٹھانے کے ساتھ ساتھ منہ کالا کرنے کا جھوٹ گھڑ کے اس واقعے کو جس انداز سے عوام کالانعام کے سامنے بیان کیا ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا مقصد علما کے خلاف بیان بازی کے بعد اب عوامُ النّاس کے دِلوں میں انبیاء عَلَیْهِمُ السَّلَام کی حیثیت کو بھی کم کرنا ہے، اور یہ ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ (نَعُوْذُبِاللّٰه) اللہ نے حضرتِ یوسف عَلَیْهِ السَّلَام کو خود ذلیل کیا ہے، **جس طرح کہ یہود و نصاریٰ کے ہاں انبیاء کی شان میں گستاخی کو تحقیق و ریسرچ اور آزادیِ اظہار کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، اب واعظِ موصوف بھی بالکل اُسی راستے پہ چل نکلے ہیں۔** جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کے لیے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا، مگر اس کے ساتھ وہ انبیاء کی توہین بھی کیا کرتا تھا، اور بدزبانی کے ساتھ ساتھ جان بوجھ کر مجنونانہ حرکتیں بھی کیا کرتا تھا، تو اس پر راقم کے والد حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

”انگریز نے مرزا قادیانی کو نبی بنایا، اور پھر مرزا قادیانی سے بدزبانی اور مجنونانہ حرکتیں کروائیں، اس میں انگریز کا مقصد یہ تھا کہ اگر لوگ مرزا قادیانی کو نبی نہ بھی مانیں، تب بھی اس کی بدزبانی اور حرکتوں سے یہ سمجھیں گے کہ شاید پہلے سچے نبی بھی (نَعُوْذُبِاللّٰه) ایسے ہی بدزبان اور مجنون ہوا کرتے تھے“۔

ویسے اگر دیکھا جائے تو اس قسم کی حرکتیں حکمرانوں، زمینداروں، جاگیرداروں کے ہاں عام ہیں، ان کے ہاں یہی کچھ ہوتا ہے، جس کو قرآن نے بھی ذِکر کیا ہے کہ حاکمِ وقت کی بیوی زلیخا نے یہ گل کھلایا تھا، پھر اس کے

بعد راز افشا ہوگیا تو بدنامی کے ڈر سے اِلزام حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام پر لگادیا۔ واعظِ موصوف بھی ایک زمیندار گھرانے سے تعلّق رکھتے ہیں اور بار بار اپنے بیانات میں اس کا فخریہ اظہار بھی کرتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ زمینداروں کی بہو، بیٹیوں پر کچھ خاندانی روایات کی پابندی ہوتی ہے، خاص کر شادی بیاہ میں انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لیے ان کی بہو، بیٹیوں کے لیے اپنے جذبات کو دبانا مشکل ہوتا ہے، نیز دودھ مکھن اور مقوی غذا کھانے کی وجہ سے ان کے جذبات جوش مارتے ہیں، تو ایسے موقعوں پر وہ اپنے جذبات کی تسکین کے لیے مزارعوں، نوکروں، چاکروں کو استعمال میں لاتی ہیں، اور یہ باتیں علاقے کے لوگوں سے چھپی نہیں رہتیں، کیونکہ عشق اور مشک چُھپائے نہیں چُھپتا، جیسا کہ زلیخا کا عشقِ یوسف۔ کچھ نوکر چاکر تو ان کی خواہشات پوری کرتے رہتے ہیں، وہ ان سے منہ کالا کراتی ہیں اور کچھ نوکر چاکر ان کے مَن کو بھاجاتے ہیں، لیکن وہ شریف النفس ہوتے ہیں جو کہ ان کی خواہشات پر پورے نہیں اُترتے، لہٰذا اس جُرم میں ان نوکر نما غلاموں پر اسی قِسم کی بہتان تراشی کرتی ہیں، اور پھر اپنی عزت بچانے کے لیے ''حکمران''، ''زمیندار'' یا ''چوہدری'' یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ یہ بے گُناہ ہیں، اپنی ان بہوؤں، بیٹیوں کی کالک کو بے چارے شریف النفس نوکر نما غلاموں کے منہ پر مَل کر گدھے پر بٹھا کر پورے علاقے میں پھراتے ہیں، گویا کہ واعظِ موصوف نے اپنی زمیندارانہ خاندانی روایات یا اپنے کسی ذاتی تجربہ کے ساتھ حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے واقعے کو جوڑ دیا۔

حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام یا کسی بھی نبی کیمتعلّق اس قِسم کی بات کہنا (جس کا قرآن وحدیث میں ثبوت نہ ہو) تواتر کے خلاف ہے،

اور دِین میں تحریف کے مترادف ہے، اس قسم کی تحریفات کو علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے زندیقیت سے تعبیر کیا ہے۔ وہ ''مقدمۂ بہاولپور'' میں جج کے سامنے فرماتے ہیں کہ:

''متواترات کو تاویلات سے پلٹنا کفرِ صریح ہے۔ میں نے اپنی کتاب ''عـقـیـدۃُ الاِسـلام'' کے صفحہ اوّل پر متواترات کے پلٹنے کی مثال دی ہے۔ اس کا نام باطنیت ہے، اس کا نام زندیقیت اور الحاد ہے''۔

راقم کے والد حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ انگریز ہندوستان میں تقریباً ڈیڑھ سو سال رہا، وہ جاتے ہوئے ہمارے مذہب کے نام سے ایسے لوگ پیدا کر گیا کہ جن کی تحریروں اور تقریروں سے اُمت گمراہ ہوتی چلی جائے گی۔ بظاہر تو وہ لوگ اِسلام کا لبادہ اَوڑھے ہوں گے، مگر اصل میں وہ انگریز کی خواہش پوری کر رہے ہوں گے، جن میں سر سید احمد خان اور مرزا غلام احمد قادیانی سرِ فہرست ہیں۔ ان کے بعد بھی ہمیشہ ایسے قسم کے لوگ ہوں گے، وہ اگرچہ نبوت اور نیچریت کا دعویٰ نہیں کریں گے، ان میں اکثر مولوی کے رُوپ میں سامنے آئیں گے، مگر وہ اِسلام کو اِسلام کے نام سے ہی ذبح کرتے رہیں گے۔ یہی وجہ ہے **کسی مستند تو کیا، کسی بھی غیر مستند عالم نے واعظِ موصوف کے اس بیان کی تصدیق نہیں کی، اور نہ ہی واعظِ موصوف پر تنقید کرنے والے علما پر کسی مستند عالم نے تنقید کی ہے، سوائے ان کے چند ذہنی معذور چیلوں کے۔**

واعظِ موصوف کے اس قسم کے مفسدانہ خیالات کی بدولت ہمارے مسلک کی جگ ہنسائی ہو رہی ہے، واعظِ موصوف سوشل میڈیا پر بذاتِ خود نہ صرف ہمارے مسلک کے ترجمان بلکہ حجت بنے بیٹھے ہیں، واعظِ موصوف

کے ان پراگندہ خیالات کو دوسرے مسالک کے لوگ ہمارے مسلک کا مؤقف سمجھتے ہیں، اور **ان کا بیان سننے والے سامنے بیٹھے جُہلا ان کے بیانات کو سَنَد مان کر گمراہی کی طرف گامزن ہیں۔ کہاں ہیں ہمارے مسلک کے اکابر، جو اس قصہ گو واعظ کی لغویات وخرافات پر اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتے،** کم از کم مجھے یہ تسلیم نہیں ہے کہ ایک قصہ گو واعظ ہمارے علمی مسلک ''جس پر صدیوں عرق ریزی کی گئی ہے''۔ اپنی لفاظی کے ساتھ اس کی یوں دھجیاں بکھیر کر رکھ دے، اور مجھے اس جماعت کے ذمہ داروں پر بھی حیرت ہوتی ہے جس کے منبر ومحراب کو واعظِ موصوف تکیہ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں، وہ اپنے ان نمبروں سے آگے ان کو بڑھنے بلکہ لتاڑنے سے کیوں نہیں روک رہے، اگر واعظِ موصوف ان کے قابو میں نہیں آتے تو اُن کو نکال باہر کیوں نہیں کرتے تاکہ جماعت کا رہا سہا وقار قائم رہے، جماعت تو پہلے ہی دو دھڑوں میں بٹ چکی ہے، کیا اب کسی تیسرے دھڑے کا انتظار ہے؟

نوٹ: واعظِ موصوف کے ساؤتھ افریقہ میں کیے گئے بیان اور مفسدانہ خیالات پر ابھی ریسرچ جاری ہے، درمیان میں توہینِ نبی کا معاملہ آ گیا تھا، یہ بہت ضروری تھا۔ اب اِنْ شَاءَ اللّٰہ آئندہ شمارے میں واعظِ موصوف کے متعلق پھر وہاں سے شروع کیا جائے گا جہاں سے گزشتہ شمارے میں چھوڑا تھا''۔

(''ایک ملمع ساز قصہ گو واعظ! ایک فتنہ''۔ قسط: ۲۔ مشمولہ: ماہنامہ مِلّیہ، فیصل آباد۔ بابت ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ/ دسمبر ۲۰۱۹ء۔ صفحہ ۲ تا ۸)

(۱۶) ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی:

گزشتہ دو شماروں سے ہم ایک ملمع ساز قصہ گو واعظ کی لن ترانیاں ذکر کرتے چلے آرہے ہیں، جن میں انہوں نے علما کے ساتھ ساتھ نبی کو بھی معاف نہیں کیا، گزشتہ شمارے میں ہم نے ان کی طرف سے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلام کی توہین کے متعلق ذکر کیا تھا، اس وقت تک ان کی طرف سے کسی بھی قِسم کا کوئی جواب نہیں آیا تھا، جس میں معذرت یا اپنے بیان سے رُجوع ہو، صرف ان کے ذہنی معذور قِسم کے چیلوں کی طرف سے کچھ واہیات دیکھنے اور سُننے میں آتی رہیں، جس میں وہ واعظِ موصوف کو ایک بڑا متبحر عالم اور دُنیائے اِسلام کا ایک مشہور مفکر گردانتے رہے، اور ان کے بکے ہوئے اس ہذیان کو صحیح کہتے رہے، جبکہ آج کل تو سوشل میڈیا کو استعمال کرکے ہر للّو پنجو عالِمِ اِسلام کا مفکر بنا پھرتا ہے، پھر اس میں واعظِ موصوف کی کیا خاصیت ہے؟ کئی ذہنی معذور مفتی نما یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ واعظِ موصوف کی سے ”منہ کالا کرنے“ کے اس بیان کے بعد لوگ ان کی بے اَدبی و گستاخی کررہے ہیں، اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ ان کی وجہ سے لاکھوں افراد دین پر آگئے۔ سوال یہ ہے کہ جو لوگ دین پر آئے تو کیا وہی لوگ اب ”منہ کالا کرنے“ والے بیان سننے کے بعد واعظِ موصوف کا ساتھ دینے کی وجہ سے اب بد دین نہیں ہوگئے، جن میں یہ ذہنی معذور مفتیانِ کرام بھی شامل ہیں؟۔ اگر دین پر آنے کی بات تھی تو چاہیے یہ تھا کہ یہ ذہنی معذور خود بھی واعظِ موصوف کی تردید کرتے، اس کی بجائے یہ سب ان کی تائید میں دُنیا جہان کے دلائل لے کر میدان میں آگئے۔ سوال یہ ہے کہ واعظِ موصوف کو کتنے علمائے حق نے حق پر قرار دیا ہے، اور خاص کر اس غلاظت کے بکنے کے بعد؟ موجودہ شمارے کے شائع ہونے کے بعد واعظِ

موصوف کی طرف سے چند سیکنڈ کا ایک ویڈیو کلپ دیکھنے کو ملا، جس میں فون پر کسی کو ہدایت دے رہے تھے۔ نامعلوم وہ اصلی ہے بھی کہ نہیں، جس میں انہوں نے اپنے کیے پر پچھتانے، ندامت یا معذرت کی بجائے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اس ''سَہْو''(بھول جانے) کا لفظ استعمال کیا، اور اپنے آپ کو بڑی چالاکی کے ساتھ بری الذمہ بھی قرار دے دیا۔ فرماتے ہیں:

''عبداللہ! بیٹا یہ ان کو بتا دینا کہ ''تفسیر قرطبی'' اور ''تفسیر رازی'' میں ہے، لیکن اس میں ایک مجھ سے ''سَہْـــو'' ہو گیا ہے کہ ''میں وہ جو کہا نا کہ ''منہ کالا کیا''، وہ غلط ہو گیا مجھ سے''، مطالعہ کیے مدت ہو گئی ہے، یاد نہیں رہتا، اور جب میں نے **اعتراض ہوئے اور رُجوع کیا تو روایت بالکل صحیح ہے، آپ کو گدھے پر بٹھایا گیا، شہر میں منادی کرائی گئی:**

''ھٰذَا جَزَاءَ مَنْ اَرَادَ بِسَیِّدِہٖ السُّوءَ''۔

لیکن یہ منہ کالا کرنے والا مجھ سے ''سَہْو'' ہو گیا ہے''۔

یہاں پر غور کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ واعظِ موصوف نے اپنے اُوپر سے بَلا ٹالنے کی بات کی ہے، انہوں نے کوئی بیان نہیں دیا، بلکہ ایک مبہم سی آڈیو ٹیپ سوشل میڈیا پر چلا دی گئی، نہ معلوم یہ ان کی اپنی آواز بھی ہے یا نہیں، یا کسی اور نے ان کی آواز بنا کر یہ بات کہہ دی ہے، کیونکہ آج کل کے زمانے میں سب کچھ ہوتا ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ واعظِ موصوف اکابر علما کی خدمت میں حاضر ہوتے، اور اپنی وضاحت پیش کرتے، یا اپنے کیے پر ندامت، معذرت پیش کرتے، یا اگر ان کو اکابر علما کے سامنے جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی تھی یا پھر ان علما کے پاس جانا ان کی اپنی توہین کا باعث تھا، تو کم از کم ان کو چاہیے تھا کہ وہ باقاعدہ اپنے بیان کا ویڈیو کلپ بنا کر اسی طرح یوٹیوب پر اَپ لوڈ کر دیتے،

جس طرح انہوں نے ''منہ کالا کرنے والا ی بات ویڈیو پر اَپ لوڈ کی تھی''، اس کی بجائے واعظِ موصوف کسی عبداللہ نامی شخص کو فون پر یہ کہہ کر کہ ''اُن کو بتا دینا'' اپنی ذمہ داری سے بَری ہو گئے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی مہ رُخ، دلنواز، طرح دار حسینہ چلمن کی اَوٹ سے اپنے ''اُن'' کو کوئی نامہ و پیام بھیج رہی ہو، یا پھر کوئی جاگیردار اپنے کسی کمی کمین کے متعلّق کوئی حکم دے رہا ہو۔ یہ کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں تھی، بلکہ پورے عالَمِ اِسلام میں یہ بات پھیل چکی تھی اور لوگوں نے لعنت وملامت کرنا شروع کر دی تھی، جس کو واعظ موصوف نے اپنے سر سے گزار دیا۔ **واعظِ موصوف کا یہ پیغام ان کے اس مُصمم اِرادے کی نفی نہیں کرتا جو کہ ان کو ان کے عالمی سرپرستوں نے ذمہ لگایا ہے، بلکہ وہ اب بھی اسی بیان پر قائم ہیں، ان کا خیال تھا کہ میں نے جو مؤقف اپنایا ہے وہی صحیح ہے،** مولوی کا کام فتوے لگانا ہے، میرا کیا بگڑتا ہے، کیونکہ **واعظِ موصوف نے آج کل علما کے فتوؤں کے خلاف مہم شروع کر رکھی ہے۔** مگر جب واعظ موصوف نے نہ صرف علما کی اس معاملے میں سنجیدگی دیکھی، بلکہ علما کے مؤقف میں اس پر تلخی آئی تو موصوف نے گونگلو پر سے مٹی جھاڑنے کے لیے لفظ ''سَہو'' استعمال کر کے جان چھڑانے کی کوشش کی ہے، اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ:

''منہ کالا کرنے پر تو مجھ سے ''سَہو'' ہوا ہے۔ مگر گدھے پر سواری والا مؤقف صحیح ہے، کیونکہ ان کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے''۔

گویا کہ ''پرنالہ وہیں پر بہے گا'' والا معاملہ ہوگیا۔ لگتا یہ ہے کہ واعظِ موصوف نے اس قسم کے مُخَنثانہ جواب دینے سے پہلے بہت کوشش کی ہوگی، بڑی تلاش کی ہوگی، یا اپنے ذہنی معذور چیلوں کو بھی اس پر لگا دیا ہوگا کہ کہیں سے بھی ایسا فقرہ تلاش کرو جس میں منہ کالا کرنے والی

بات ہو، لگتا ہے کہ ان کی مراد پوری نہیں ہوسکی اور بعد از خرابیٔ بسیار جب ان کی مرضی کا فقرہ نہ ملا تو انہوں نے مُخَنَّثانہ قِسم کی بات کہہ دی۔ اب رہی اس روایت کی حیثیت جس میں گدھے پر بٹھانے کا ذکر ہے، سیدھی سی بات ہے کہ حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کو گدھے پر بٹھانا اگر صحیح روایت سے ثابت ہوتا تو اس کو تمام مُحَدِّثین اور مُفسّرین لکھتے، خصوصاً صحاحِ ستہ میں سے کسی ایک کتاب میں ضرور نقل ہوئی ہوتی۔ یہ حدیث چار مُفسّرین نے حضرتِ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، اور وہ بھی بلا کسی سَنَد کے، لیکن کسی مُحَدِّث نے نہیں، **جو قول بلا سَنَد ہو، اہلِ علم کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں، محمد ابن سیرینؒ نے فرمایا ہے: ''الاسناد من الدین''، ''اَسناد دِین کا حصہ ہیں''۔ اگر دِین کے اندر سَنَد کو چھوڑ دیا جائے تو پھر جو شخص جو چاہے کہتا پھرے،** اسی وجہ سے اس بات کو عام تو کیا خواص علما نے بھی کبھی نقل نہیں کیا، **لازمی بات ہے کہ اس کے پیچھے ان یہود و نصاریٰ کا ہاتھ ہے جس کے دُم چھلے واعظِ موصوف بنے ہوئے ہیں۔ واعظِ موصوف کی تو کسی بات پر اب اعتماد نہیں رہا، موصوف کذاب دجال راوی ہیں .... کراچی میں سوشل میڈیا کے سہارے ایک نئے نئے طوطا نما مفتی صاحب ((یعنی مفتی طارق مسعود دیوبندی: از ناقل)) اُٹھے ہیں، ان کے نام کا پہلا حصہ اور ان ملمع ساز قصہ گو واعظ کے نام کا پہلا حصہ ایک ہی ہے، ان کے بھی بہت ویڈیو کلپ چلتے ہیں، وہ بھی واعظِ موصوف کی طرح لوگوں کو گمراہ کرنے کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں،** انہوں نے بھی سوشل میڈیا پر قصہ گو واعظ کے حق میں صفائی کا بیان دیا ہے، یہاں پر پورا بیان تو نہیں لکھا جاسکتا، کیونکہ یہ کافی صفحات کالے کرے گا، البتہ اس میں سے چند خاص پوائنٹ درج کر کے ان کا جواب دیا جاتا ہے۔

نام نہاد مفتی صاحب فرماتے ہیں:

''واعظِ موصوف پر''طنز'' بھی کیا جارہا ہے، ان کو طعنہ بھی دیا جارہا ہے، ان کو بُرا بھلا بھی کہا جارہا ہے، اور بعض معتبر علما کی طرف سے بھی ان کو طعنہ دیا جارہا ہے.......... یوٹیوب پہ کچھ زیادہ ہی کمنٹس آئے ہیں، اتنی ان کی غلطی نہیں تھی جتنی ان کو سزا دی گئی ہے''۔

تو نام نہاد مفتی صاحب کے اس احتجاج کے متعلّق جواباً عرض ہے کہ ان کو سزا کب دی گئی؟ اسے کون سزا کہتا ہے؟ یہ تو واعظِ موصوف کو ان کی اس دیدہ دلیری پر متوجہ کیا جارہا ہے کہ جناب آپ اپنی اداؤں پر غور کریں کہ آپ سادہ لوح مسلمان قوم کو کس طرف لے جارہے ہیں، یہ طعن و تشنیع اُس وقت شروع کی گئی جب وہ شریفانہ طور پر کسی کی بات سُننے کے لیے تیار نہ تھے۔

نام نہاد مفتی صاحب نے واعظِ موصوف کے بیان کے دو حصے کر دیے ہیں، پہلا حصہ گدھے پر سواری کا، اور دوسرا حصہ منہ کالا کرنے کا۔ پہلا حصہ چونکہ تفاسیر میں درج ہے، اس لیے اس کے متعلّق فرماتے ہیں:

''یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ ہے، یہ ''تفسیر کبیر'' میں بھی ہے، اور ''تفسیر رازی'' میں بھی ہے۔ ہم تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیتے ہیں کہ سَنَد ضعیف ہے، اکثر اس قسم کے واقعات کی سَنَدیں ضعیف ہی ہوا کرتی ہیں، فرض کریں کہ اس واقعے کی سَنَد ضعیف ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ ضعیف روایات کو بیان کرنا ہر ایک کا الگ ذوق ہوتا ہے، علما کا کہنا ہے کہ فضائل میں ضعیف روایات یا واقعات، جن کا کسی شرعی مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، کوئی حلال وحرام سے کوئی تعلّق نہیں ہے، تو ان کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تو حضرت (واعظِ موصوف) بھی اسی طرح کرتے

ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں کون سا فقہی مسئلہ بیان کر رہا ہوں، اس لیے ان پر جھوٹے اور من گھڑت الزام لگانا غلط ہے''۔

نام نہاد مفتی صاحب کے اس جواب سے مطمئن ہونے کی بجائے کئی اور سوال جنم لیتے ہیں، انہوں نے یہ الفاظ ''ہم تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیتے ہیں کہ اس کی سَنَد ضعیف ہے'' کہہ کر اپنے گُرو واعظِ موصوف کے نظریہ کی حمایت کر دی ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔ نام نہاد مفتی صاحب کے گُرو واعظِ موصوف تو اس کو ضعیف مانتے ہی نہیں۔ ''انہوں نے بڑی محنت سے اپنے ذوق کے مطابق ایسی روایت تلاش کی ہے''۔ بقول مفتی صاحب ''ہر ایک کا الگ ذوق ہوتا ہے''، چنانچہ واعظِ موصوف کے ذوق کو تقویت دینے کے لیے اس روایت کو انہوں نے فرضی طور پر ''ضعیف'' کہہ دیا۔ دوسری بات جو کہ نام نہاد مفتی صاحب نے کہی کہ: ''فضائل، غیر شرعی مسئلے اور غیر حرام وحلال میں ضعیف روایت بیان کرنے میں حرج نہیں، اور ان کے نزدیک یہ فقہی مسئلہ نہیں''۔

سوال (۱) یہ ہے کہ واعظِ موصوف کی طرف سے اس میں حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی کون سی فضیلت بیان کی گئی؟ جس کی خوشی میں پوری دُنیا جھوم اُٹھنے کی بجائے گالیاں دینے پر مجبور ہو گئی ہے؟۔

(۲) کیا عصمتِ انبیا کا حلال وحرام سے کوئی تعلق نہیں، اور یہ فقہی مسئلہ نہیں؟ جبکہ آج کل کے دَور میں یہی تو کائنات میں سب سے بڑا فقہی مسئلہ ہے جو کہ حرام ہے، جس کے متعلق یہ نام نہاد مفتی صاحب ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ حرام وحلال کا نہیں بلکہ فضائل کا ہے۔

(۳) یہاں تو ایسی حدیث کا مسئلہ ہی نہیں جو کہ حضرتِ ابنِ عباسؓ نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بذاتِ خود روایت کی ہو، یہ تو ان کا

اپنا قول ہے، اور یہ بھی پتہ نہیں کہ ان کا یہ قول ہے بھی کہ نہیں۔

(۴) اگر کسی مُفسِّر نے ابن عباس کا یہ قول نقل کر ہی دیا ہے، تو وہ حجت کیسے بن گیا؟ جبکہ صحاحِ ستہ میں سے کسی مُحدِّث اور مُفسِّر نے بھی اسے بیان نہیں کیا؟ ضعیف روایات آج کل کے زمانے میں کئی ایسی ہیں جو کہ مشہور ہوتی ہیں، اس کے بیان کے متعلّق اکثر نہ صرف اہلِ علم واقف ہوتے ہیں بلکہ عوامُ النّاس بھی ان سے آگاہ ہوتے ہیں، مگر ایسی ضعیف روایت جو کہ عوام تو کیا علما کی اکثریت کے مطالعے میں بھی نہ ہو، اور نہ ہی کسی حدیث کی کتاب میں کبھی بیان کی گئی ہو، ایسی ضعیف روایت کو صحیح قرار دے کر بیان کرنا یہ کونسی فضیلت ہے؟ اگر قصہ گو واعظِ موصوف کو ایسی غیر معروف روایت بیان کر کے اپنے علمی تبحُّر کو ظاہر کرنے کا اتنا ہی جنون تھا تو اس کو چاہیے کہ وہ علما سے ایسی ضعیف روایت کے متعلّق مشورہ کر لیتے، دوسرے حصہ ''منہ کالا کرنے والی بات ہے''، اس میں نام نہاد مفتی صاحب اپنے گرو کے حق میں ڈنڈی مارتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''وہ بات غلط تھی، البتہ یہ جو حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کا منہ کالا کرنے والی بات ہے! یہ بات میں کئی سالوں سے ممبر پر بیان کر رہا ہوں کہ جب بھی کوئی شخص توہین کا مُرتکب ہو، مُرتکب کا مطلب ایسے الفاظ استعمال کرے جس سے کسی پیغمبر کی شان میں توہین کا پہلو نکلتا ہو، تو فوراً اس پہ توہین کا فتویٰ نہیں لگا سکتے ہم، بلکہ ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس کی نیت کیا تھی؟۔ اگر قرائن سے سیاق وسباق سے پتہ چل جاتا ہے کہ ان کی نیت ہرگز توہین کی نہیں ہے، تو پھر اس کو ایک زبان کی غلطی کہا جائے گا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ بھئی یہ الفاظ تھوڑا، اس میں احتیاط کرنی چاہیے، ایسے الفاظ پیغمبروں کے لیے استعمال کرنا مناسب نہیں ہے جن میں توہین کا

شائبہ نکلتا ہو''۔

اس پر سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ:

کیا واعظِ موصوف جاہل ہیں جو کہ ان سے پوچھنا چاہیے تھا؟ واعظ موصوف کو تو اپنے علم اور مطالعے پر بڑا گھمنڈ ہے، دوسری بات یہ کہ ہماری حکومتیں اپنے عالمی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے توہینِ رسالت کے قوانین میں اسی قسم ہی کی تو تبدیلیاں کرنا چاہتی ہیں کہ: '' کہنے والے سے پہلے پوچھا جائے کہ اس کی نیت کیا ہے'' کیا وہ ٹھیک ہے؟۔

انہی مفتی صاحب سے دوسرا سوال ہے کہ:

کیا انہوں نے اپنے اس گُرو واعظِ موصوف سے یہ بات کہی تھی کہ: '' یہ الفاظ نامناسب ہیں، تو آئندہ انہیں اس سے احتیاط کرنی چاہیے'' اور کیا پھر ان کے گُرو نے ان کی بات کو تسلیم کیا؟ اور اس سے رُجوع کیا؟ اگر تو یہ فرماتے کہ میری نشاندہی پر واعظِ موصوف نے فوراً رُجوع کرلیا تھا تو بات بنتی تھی، مگر ایسا نہیں ہوا، تو پھر یہ نام نہاد مفتی صاحب واعظِ موصوف کی جان چھڑانے میں کیوں اِتنا زَور لگا رہے ہیں۔ **لگتا ہے کہ اس معاملے میں ان نام نہاد مفتی صاحب کا بھی وہی نظریہ ہے جو کہ ان کے گُرو واعظِ موصوف کا ہے۔**

پھر فرماتے ہیں:

'' اگر کوئی کلپ ریکارڈ کروادے، کوئی بھی عالمِ دین یہ کہہ دے کہ بھئی '' واعظِ موصوف نے یہ جو الفاظ کہے ہیں کہ '' ان کا منہ کالا کر کے اس طرح سے کیا گیا'' تو یہ الفاظ نامناسب ہیں، تو آئندہ انہیں اس سے احتیاط کرنی چاہیے، بس! اتنی بات کافی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بات اگر کوئی عالم ریکارڈ کروادیتے تو ٹھیک تھا''۔

دیکھیے کتنی حسرت ہے ان نام نہاد مفتی صاحب کو کسی عالم کی طرف سے ایسے بیان کی، لگتا ہے کہ کوئی بھی صحیح عالم اس پر راضی نہیں ہوا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا واعظِ موصوف نے بذاتِ خود اپنے بیان سے رُجوع کیا ہے؟ ایسا نہیں ہے، تو پھر کسی عالم سے ایسے بیان کے ریکارڈ کی اُمید کیسے کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ علما سے اس قسم کی اپیل کرنے کی بجائے نام نہاد مفتی صاحب بذاتِ خود ان علما کے پاس حاضر ہو کر "جنہوں نے فتوے دیے ہیں، اور جبکہ وہ انہی کے شہر میں قیام پذیر ہیں" سے درخواست کرتے، اور بیان دِلوا دیتے، تو اس طرح سوشل میڈیا پر اپیل کرنے سے بہت بہتر تھا۔

پھر فرماتے ہیں:

"میں سمجھتا ہوں کہ حضرت کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی کی گئی ہے، ایک شخص کا ماضی دیکھنا پڑتا ہے............اب اسلام بھی یہی کہتا ہے اور عقل بھی کہتی ہے کہ ایک شخص کی نیت کو آپ کو دیکھنا پڑے گا، میں یہ نہیں کہ رہا کہ کوئی بھی شخص توہین کر کے بعد میں بولے کہ میری نیت غلط تھی تو آپ اس کو معاف کر دیں، یہ مقصد نہیں ہے۔ لیکن اگر واضح قرائن سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ گستاخی کرنے کا کوئی اِرادہ نہیں تھا، اور وہ قرائن کیا ہیں؟ اس کا ماضی، جو شخص ساری زندگی سیرت کو اُجاگر کرتا رہا ہو، جو ساری زندگی لوگوں کے دل میں محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی محبت ڈالتا رہا ہو، تو اس کے ایک لفظ کو پکڑ کے اس کو یہ کہنا کہ یہ مُلحد ہے، زندیق ہے، اور اس نے توہین کی ہے، اس کو گُستاخی، اس کو کھلے عام قوم سے معافی مانگنی پڑے گی، تو یہ محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی تعلیمات نہیں ہیں، تو اتنا زیادہ آپ ظرف کو تنگ نہ کریں"۔

نام نہاد مفتی صاحب! ماضی اور اس کے قرائن کی بات نہ ہی کریں تو بہتر

ہے، ورنہ کتنے ہی لوگوں پر ان کے ماضی کی بنیاد پر ان پر لگائے گئے فتووں کو واپس لینا پڑے گا۔ سر سیّد احمد خان، مرزا غلام احمد قادیانی، عبداللہ چکڑالوی وغیرہ وغیرہ، یہ سب لوگ اپنے ماضی میں نہ صرف اِسلام کے سب سے بڑے مؤید تھے، بلکہ ہندؤوں اور عیسائیوں کے خلاف بڑے مناظر تھے، اور عاشقِ رسول کہلاتے، مگر بعد میں انہی لوگوں نے جس طرح اِسلام کی جڑیں کھوکھلی کیں، اپنے بُنے ہوئے جال میں اُمت کو جکڑ کے برباد کیا، اس کا مداوا آج تک نہیں ہو سکا۔ **ہمارے خاندان کے بزرگوں نے ان کے حال ہی کو دیکھتے ہوئے ان پر کُفر کا فتویٰ دیا تھا[۶] ماضی کو نہیں دیکھا تھا۔ مگر اس وقت ہندوستان کے تمام علما نے ان لوگوں کے ماضی کو دیکھتے ہوئے اس کفر کے فتوے کی مخالفت کی تھی، بلکہ بعض نے تو مرزا قادیانی کے ماضی کو دیکھتے ہوئے کُفر کے فتوے کے مقابلے میں اُس کو "مردِ صالح" قرار دیا تھا(۷) اور کچھ نے سرسید احمد خان کے ماضی کو دیکھتے ہوئے فتویٰ دینے والوں کو فسادی قرار دیا تھا، مگر پھر**

(۶)۔ ابنِ انیس مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی کے خاندان سےتعلق رکھنے والے مولوی محمد لدھیانوی دیوبندی کی کتاب: "نصرۃ الابرار" (مطبوعہ مطبع صحافی، لاہور) کے صفحہ ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۸، ۳۶ پر کئی علما کے فتاوی درج ہیں، جن میں سرسید احمد خان کو کافر و مُرتد قرار دیا گیا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۳۶ پر تو یہاں تک لکھا ہے کہ سرسید احمد خان کے گروہ کے کُفر و ارتداد پر علمائے قدیمہ و حدیثہ کا اِتفاق ہے۔ دیوبندی مؤلفین کی نااِنصافی ملاحظہ کریں کہ سرسید احمد خان کی تکفیر کرنے کی وجہ سے اہلِ سنت و جماعت کو تو موردِ طعن ٹھہرایا جاتا ہے، لیکن اپنے دیوبندی علما کے بارے میں زبان بند رکھی جاتی ہے۔ (میثم قادری)

(۷)۔ یہاں ابنِ انیس مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی کا اِشارہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے مرزا قادیانی کو "مردِ صالح" قرار دیا تھا۔ مزید وضاحت کے لیے علمائے لدھیانہ کا "فتاوی قادریہ" ملاحظہ کریں۔ (میثم قادری)

بعد میں انہی بزرگوں نے علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کو نہ صرف برحق قرار دیا، بلکہ ہمارے بزرگوں کے نام معذرت نامے بھی لکھے۔ **اگر آج ان نام نہاد مفتی صاحب کے شیخ حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ جو کہ ہمارے ہی خاندان میں سے ہیں، جن کے فیض کے نام پر ان جیسے نام نہاد مفتیوں نے اپنا کاروبار چلایا ہوا ہے، زندہ ہوتے تو وہ واعظِ موصوف کی طرف داری میں ان مفتی صاحب کا بیان سُن کر انہی پر بھی وہی فتویٰ لگا دیتے جو کہ ان کے گُرو قصہ گو واعظ پر آجکل کے علما کی طرف سے لگایا گیا ہے۔ ماضی کو بنیاد بنا کر ان نام نہاد مفتی صاحب نے لوگوں کو بد دینی کے لیے ایک چور راستہ دِکھا دیا ہے، اب ہر ایک بد دین کو اپنے گزرے ہوئے ماضی کا سہارا لے کر اپنی زندیقیت کی عمارت تعمیر کرنے کی آسانی ہوگی۔** باقی اِس قصہ گو واعظ کا ماضی اور حال کیا ہے؟ **واعظِ موصوف کا ماضی اور ان کی عادت خبیثہ یہ ہے کہ تاریخ اِسلام کی مقتدر شخصیات (حضراتِ صحابہ کرامؓ سے لے کر عالمِ اِسلام کے فاتحین وسلاطین) کے عیبوں اور ان کی کمزوریوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر عوام الناس کے سامنے پیش کرتے ہیں، اور** ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں بہت بڑا ریسرچر (مُحقِّق) ہوں۔ ان کی اس تحقیق وریسرچ کےمتعلق اِنْ شَاءَ اللّٰہ آئندہ صفحات میں تفصیلاً آرہا ہے، اس تحقیق کا انبیا میں سب سے پہلے شکار حضرتِ یوسُف عَلَیْهِ السَّلَام کی ذات بنی، اسی لیے حضرتِ یوسُف عَلَیْهِ السَّلَام کےمتعلق گدھے کی سواری کی روایت ڈھونڈی، اور پھر اس پر اپنی طرف سے ''ان کے منہ کالا کرنے'' کا تڑکا لگا دیا، اور پھر کسی محبوبہ کی کہہ مکرنیوں کی طرح ''سَھْو'' کا لفظ استعمال کر کے اپنے اُوپر سے بلا ٹالنے کی کوشش کر ڈالی، جبکہ یہ بلا اب ٹلنے والی نہیں ہے، بلکہ اس کی وجہ سے دنیا وآخرت میں واعظِ موصوف کے

منہ پر ہمیشہ کالک لگی رہے گی۔ اگر یہ کام کسی اَن پڑھ یا جاہل کی طرف سے ہوتا تو صَرفِ نظر کیا جا سکتا تھا، مگر یہ کام ایسے شخص سے سرزد ہوا ہے جس کو اپنے علم اور مطالعہ پر ناز ہے، اور ساتھ ساتھ اس کو دوسرے کی توہین کرنے اور سُننے کی عادت ہے، جیسا کہ صحابہ کرامؓ کی توہین موصوف کے نزدیک کوئی عار نہیں، بلکہ ان کی توہین کرنے والوں کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ: ''اِسلام کے اصل وارث یہی لوگ ہیں''۔

باقی مفتی صاحب جو ظرف کی بات کرتے ہیں! تو اِسلام نے اتنا بڑا ظرف اپنانے کی کہیں اجازت نہیں دی، یہ ظرف کا ڈھنڈورا عالمی گماشتوں کی طرف سے ''برداشت اور آزادیِ اظہار'' کے نام سے دُنیا میں پیٹا جارہا ہے، میرے خیال میں قصہ گو واعظِ موصوف عالمی تبلیغی، اصلاحی جماعت کے واحد واعظ ہیں جن کی تردید اسی مسلک سے منسلک علما کو کرنی پڑ رہی ہے۔ ورنہ ہم نے اس جماعت کے تقریباً تمام بزرگوں کو دیکھا اور سُنا ہے کہ انہوں نے بیان کرتے ہوئے کبھی احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، اسی لیے انہوں نے کچھ نمبر بنا دیے تھے تاکہ کوئی عالم بھی اس سے باہر نہ جائے۔

آخر میں ان نام نہاد مفتی صاحب نے ایک اور چھچھوری حرکت کی ہے، فرماتے ہیں:

''کیونکہ آپ اگر اس بیس (بنیاد) پہ توہین کے فتوے لگائیں گے تو معاملہ پھر بہت زیادہ آگے تک جائے گا۔ **معافی اگر آپ نے منگوانی ہے تو ایسے علما بھی ہیں کہ قرآن سامنے رکھا ہے کہ وہ ایسا بے ہودہ فحش لطیفہ سنایا کہ جس سے لوگ ایک دم اُچھل گئے کہ یہ تو قرآن سامنے رکھ کر اتنا بے ہودہ لطیفہ آپ سُنا رہے ہیں، یہ تو قرآن کی توہین ہے۔** مجھ سے لوگ

رابطہ کرتے تھے کہ بھئی یہ تو قرآن کی توہین ہے، اس پر بیان دیں، میں نے کہا کہ جولطیفہ سنا رہا ہے اس کی نیت قرآن کی توہین کی ہرگز نہیں تھی، ایک چیز کا ان کو خیال نہیں رہا، بے تکلفی میں ایک لطیفہ سُنا دیا جو کہ بالکل غلط کیا''۔

پہلی بات یہ ہے کہ کیا واعظِ موصوف نے ''منہ کالا کرنے والی بات'' کہہ کر کوئی لطیفہ سنایا تھا؟ جو کہ کسی کے گندے لطیفہ سنانے والی بات کو اس کے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔

دوسری بات! کیا نام نہاد مفتی صاحب نے ان مولوی صاحب سے رابطہ کر کے کہا تھا کہ ''آپ ایسے لطیفے نہ سُنایا کریں جن سے لوگ قرآن کی توہین محسوس کرتے ہوں؟''۔ تیسری بات! یہاں پر مفتی صاحب نے دو چیزوں کا اِرتکاب کیا ہے، ایک تو یہ کہ ''عذرِ گناہ بدتر از گناہ'' والا معاملہ کیا ہے، یعنی **اگر کوئی قرآن کو سامنے رکھ کر بے ہودہ لطیفے سُنائے تو اس بنیاد پر واعظِ موصوف کی طرف سے نبی کے متعلق توہین کے کہے گئے الفاظ پر کوئی اُنگلی نہیں اُٹھا سکتا۔** دوسرے یہ کہ ان نام نہاد مفتی نے اصل موضوع سے رُخ پھیرنے کے لیے شرارتاً بے ہودہ لطیفوں والی بات چھیڑ دی، جس کے متعلق سوشل میڈیا پر ایسا کوئی شور نہیں اُٹھا، یہ بات ایک نیا شر پھیلانے کی کوشش ہے تا کہ لوگوں کی توجہ قصہ گو واعظ کے توہین آمیز الفاظ سے ہٹ جائے۔

نیز نام نہاد مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ:

:''واعظِ موصوف سے کُھلے عام معافی منگوانا غلط ہے''۔

تو جواباً عرض ہے کہ اگر واعظِ موصوف نے چھپ کر یا کسی نجی مجلس میں ایسی بات کہی ہوتی تو نام نہاد مفتی صاحب کے منہ سے کھلے عام معافی نہ منگوانے والی بات جچتی تھی، مگر ان کے گرو، **قصہ گو واعظ نے تو پوری دُنیا**

میں جہاں جہاں اُردو بولنے والے لوگ موجود ہیں ان کے سامنے ''منہ کالا کرنے والی بات کی ہے'' تو اس کی معافی بھی اسی طرح پوری دُنیا کے سامنے مانگنا ضروری ہے، واعظِ موصوف اُسی طرح عوامُ النّاس کے سامنے رُجوع کا اعلان کرتے جس طرح اُنہوں نے عوامُ النّاس کے سامنے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں گستاخی کی تھی، پھر یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ شرعاً توہینِ رسالت کرنے والے کی معافی یا رُجوع بھی قبول نہیں، اس کی شرعی سزا ساقط نہیں ہوتی، اس کو سزا ضرور دی جائے گی۔

اس نام نہاد مفتی صاحب کی طرح واعظِ موصوف کے اکثر حامی ذہنی معذور چیلے سوشل میڈیا پر شور مچا رہے ہیں کہ ''ہمارے حضرت کے کروڑوں چاہنے والے ہیں اور مخالفت کرنے والے چند ہزار ہیں''۔ سیدھی سی بات ہے کہ علما اور خاص کر صحیح بات کرنے والے اور غلط بات وعمل کی مخالفت کرنے والے تھوڑے ہی ہوتے ہیں، جبکہ اَن پڑھ اور جاہل زیادہ ہوتے ہیں جو کہ قصہ گو واعظوں کے پیچھے چل کر اپنا دِین تباہ کر لیتے ہیں، یہ تو علما ہی ہیں جو کہ ان جاہلوں کو اس قسم کے قصہ گو واعظوں کی حقیقت بتا کر صحیح راستے پر لانے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔

اصل میں یہ نام نہاد مفتی صاحب اپنے گُرو واعظِ موصوف کے راستے کانٹے صاف کرنے لگے ہوئے ہیں جو کہ واعظِ موصوف نے اپنے بیان سے بوئے ہیں، عالم وہ ہوتا ہے جو ایک ایک لفظ تول کر بولے، خاص کر ایسا واعظ جس کو عوام کالانعام سُن رہے ہوں، کیونکہ عالم کے منہ سے نکلی بات کو عام لوگ حجت سمجھتے ہیں۔ نام نہاد مفتی صاحب کو واعظِ موصوف کی صفائی دینے کا اتنا ہی شوق ہے تو ان کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا پر صفائی کا

بیان داغنے کی بجائے کراچی ہی کے ان علما کے پاس حاضر ہو کر ان سے درگزر کی سَنَد لے لیتے جنھوں نے فتوے دیے ہیں، لگتا ہے کہ مفتی صاحب کو معلوم ہے کہ اِسلام میں توہینِ نبوی کی معافی کی گنجائش نہیں۔

انہی نام نہاد مفتی صاحب کی طرح ہندوستان سے بھی ''ندوۃُ العلماء'' کے نام سے پہچانے جانے والے ایک نام نہاد مفکر صاحب(۸) نے بھی سوشل میڈیا پر واعظِ موصوف کی صفائی میں ایک بیان داغا ہے، جس میں انہوں نے بھی ان نام نہاد مفتی صاحب کی طرح اپنی لن ترانیاں پیش کی ہیں، ان مفکر صاحب کیمتعلق صرف اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ انہیں تو خود ''ندوۃ العلماء، لکھنو'' والوں نے اسی قسم کی سرگرمیوں کی وجہ سے فارغ کر دیا ہے، جس قسم کی سرگرمیوں میں ہمارے ملمع ساز قصہ گو واعظ مبتلا ہیں، اس لیے ان کے ایسے بیان کی کوئی اہمیت نہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا فتویٰ: فقہاء کے نزدیک اِسلام میں کسی بھی ایسی چیز جس سے لوگوں کے عقائد پر اثر پڑے، وہ کفر ہے، زندقہ ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ ''مقدمۂ بہاولپور'' میں بیان دیتے ہوئے فرماتے ہیں: (صبح الاعشٰی، صفحہ ۳۰۵، جلد ۱۳) پر ہے کہ ایک شاعر کو سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے بہ فتوائے علمائے دِین اس شعر کے کہنے پر قتل کرا دیا تھا۔

وکانَ مَبدَأُ هذا الدِّینِ من رَجُلٍ

سَعَی فأصبَح یُدعی سَیِّدَ الأمم

وہ شاعر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق اپنے شعر میں یہ کہتا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''اس دِین کا آغاز ایک ایسے شخص سے ہے جس نے کوشش کی اور اُمتوں کا سردار بن گیا''۔

---

(۸) یعنی مولوی سلمان حسینی ندوی۔ (میثم قادری)

اس شعر سے قرار دیا گیا کہ یہ نبوت کو کسبی کہتا ہے جو ریاضتوں سے حاصل ہو سکتی ہے، اس لیے اس کو قتل کر دیا گیا۔

اس واقعہ پر اگر غور کیا جائے تو ظاہر میں محسوس نہیں ہوتا کہ شاعر کا مقصد نبوت کو کسبی کہنا ہے، مگر اس کے باوجود" تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں"، گویا کہ کوئی ایسی موہوم سی بات، جس سے اِسلام کی کسی بھی قسم کی بنیاد ہلے، وہ بھی نہ صرف قابلِ گرفت ہے، بلکہ اس پر معافی کی بھی گنجائش نہیں، اسی لیے اس شاعر کو قتل کر دیا گیا۔ اس سے واعظِ موصوف کے ان دفاع کرنے والوں کا جواب بھی ہو گیا جو کہ کہتے ہیں کہ:" واعظِ موصوف کی توہین کی نیت نہیں تھی، انہوں نے تو صرف "عُـرُ فاً" منہ کالا کرنے والی بات کہہ دی تھی۔ مجھ سے اسی قسم کے ایک مفتی نما نے یہی "عُـرُفاً" والی جب بات کی، تو میں نے انہیں کہا کہ اگر میں باتوں باتوں میں تمہارے ماں باپ کو گالی دے دوں، اور پھر تم اس پر ناراضگی کا اظہار کرو تو میں جواب میں کہہ دوں کہ میں نے تو "عُرُفاً" کہا تھا، تو پھر اس پر تمہارا کیا رَدِّعمل ہوگا؟ اس پر وہ کسمسا کر رہ گیا۔

اسی طرح تاویلات کیمتعلق حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی ضروریات میں تاویل کرے، اور اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی نئے معنے تراشے تو بلاشبہ اُسے کافر کہا جائے گا، اسے قرآنِ مجید "الحاد" کہتا ہے، اور حدیث نے اس کا نام "زندیق" رکھا ہے، زندیق اسے کہتے ہیں جو مذہبی لٹریچر بدلے الفاظ کی حقیقت بدل دے"۔ حضرتِ یوسف عَلَیۡہِ السَّلَام کیمتعلق منہ کالا کرنے والی بات کہہ کر قصہ گو واعظ نے اجماعی عقیدے کے خلاف نئی بات بھی کی ہے، اور مذہبی لٹریچر میں بھی حقیقت بدل دی، کیونکہ تمام انبیاء پر ایمان اور ان کی عزت وتکریم ہر مسلمان کا

مذہب ہے، اور اس کے خلاف کرنے والا زندیق ہے، اور زندیق کیمتعلق کیا حکم ہے، اس کو بھی علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے بیان میں واضح کیا ہے، فرماتے ہیں کہ:

''محمد بن ابوبکر، حاکمِ مصر نے حضرت علیؓ کو لکھا کہ دو مسلمان زندیق ہو گئے ہیں۔ اُدھر سے جواب دیا گیا کہ وہ توبہ کرلیں تو فبھا، ورنہ انہیں قتل کرو۔ **رواه الشافعي والبيهقي وأخذته من كنز العمال** ۔ زندیق فارسی کا لفظ ہے، جس کو عربی میں لیا گیا، علما کے نزدیک کتابوں میں اس کا نام باطنیت آتا ہے، یہ تینوں چیزیں ایک ہی معنی رکھتی ہیں اور کفرِ صریح ہیں''۔

معانی الآثار، صفحہ ۹۷، جلد ۲، **کتاب الحدود**، **باب حد الخمر** میں امام طحاوی نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اہلِ شام کی ایک جماعت نے شراب پی اور آیتِ کریمہ: **لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ** کی تعریف کر کے شراب کو حلال قرار دیا، اس وقت یزید بن ابی سفیان، حاکمِ شام نے حضرتِ عمرؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دی، حضرتِ عمرؓ نے لکھا کہ ان کو گرفتار کر کے یہاں بھیج دو، جب یہ لوگ حضرتِ عمرؓ کے پاس پہنچے تو صحابہ اور تابعین سے اس معاملہ میں مشورہ ہوا، اور یہ رائے قرار پائی۔

يا أمير المومنين! نرى أنهم قد كذبوا على الله تعالىٰ وشرعوا في دينهم مالم يأذن به الله فاضرب أعناقهم ۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر انہوں نے اِفترا کیا اور دین میں ایک ایسی بات جاری کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی کوئی اجازت نہیں دی، لہٰذا ان کی گردنیں ماری جائیں''۔

لوگوں نے یہ رائے پیش کی، لیکن حضرتِ علیؓ ساکت تھے۔ عمرؓ نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ آپ انہیں کہیں کہ اس سے تو

بہ کرو، اگر تو بہ کریں تو ایک ایک کو ۸۰-۸۰ کوڑے لگوائیں، اور اگر توبہ نہ کریں تو ان کی گردنیں ماردی جائیں، کیونکہ یہ لوگ اللہ پر اِفترا کرتے ہیں، اور دِین میں ایسی بات جاری کرتے ہیں جس کی اللہ تعالی نے کوئی اجازت نہیں دی۔ یہ واقعہ حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' صفحہ ۳۲۴ میں بحوالہ ''مسند عبدالرزاق'' و ''مُصَنّف بن ابی شیبہ'' نقل کیا ہے''۔

توہینِ نبوی (یہاں پر توہین سے مراد صرف رسولِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہی کی نہیں، بلکہ کسی بھی نبی کی توہین مراد ہے) کے متعلق ''مقدمہ بہاولپور'' میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

''توہین دو طرح پر ہے۔ ایک صریح۔ دوسری تعریفی۔ تعریفی اسے کہتے ہیں کہ دوسرے کا حوالہ دے کر نقل کیا اور غرض پہنانی یہ ہو کہ اس شخص کے نقائص لوگوں میں پھیل جائیں، گویا کام اپنا کرتا ہے اور دوسرے کے کندھے پر ڈالتا ہے، یہ بھی کفرِ صریح ہے۔ فتاوی کی مشہور کتاب ''دُرِّمختار'' اور ''شامی''، باب المرتد، صفحہ ۲۹۰، جلد ۳ میں ہے:

''والکافر بسبّ نبی من الأنبیاء فانه یقتل حداً و لا تقبل توبته مطلقًا.........ومن شکّ فی عذابهٖ و کفرهٖ کفر''

یعنی ''جو شخص کسی نبی کے ''سبّ'' کہنے کی وجہ سے کافر ہوا ہو، یعنی قتل کیا جائے گا حد کے طور پر، اور اس کی توبہ دُنیا میں قبول نہیں کی جائے گی، اور جو ان کے عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے''۔

حافظ ابن تیمیہ ''الصَّارِمُ الْمَسْلُوْل'' صفحہ ۲۴۳ میں لکھتے ہیں:

''فعلم أن سبّ الرّسل والطعن فیهم ینبوع جمیع أنواع الکفر وجماع جمیع الضلالات و کل کفرففرع منه''۔

یعنی ''جانا گیا کہ نبیوں کا ''سبّ'' اور طعن کرنا ان پر سرچشمہ ہے جمیع انواعِ

کُفر کا، اور مجموعہ ہے جملہ گمراہیوں کا، اور ہر کُفر اسی کی شاخ ہے''۔

قاضی عیاض نے ''شفا'' میں اس بحث پر چند فصلیں لکھیں ہیں، جن میں ثابت کیا ہے کہ کسی نبی کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔ (شفاء، صفحہ ۳۲۰، الباب الاوّل فی سبّ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم الی اخر الباب) اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۲ پر توہینِ انبیاء کرنے والے کے قتل کے متعلق لکھا ہے۔ الدلیل السادس .... تا ... فاقتلوہ۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''چھٹی دلیل اقوال ہیں صحابہ کے، وہ نص ہیں ایسے شخص کے قتل میں جیسے عمر فاروق کا قول ہے جس نے ''ناسزا'' کہا (توہین کے الفاظ) خدا، یا کسی پیغمبر کو، اس کو قتل کر دو''۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۲۷ پر ہے کہ:

قال الامام أحمد ......تا...... کالتصریح۔

ترجمہ یہ ہے کہ: ''امام احمد فرماتے ہیں کہ جس نے ''ناسزا'' کہا نبی کریم کو، یا تنقیص کی، (مسلمان یا یہ شخص کافر ہو) سزا اُس کی قتل ہے۔ ہمارے علماء نے کہا ہے اِشارہ کرنا یعنی تعریض کرنا خدا کی اور رسول کی ''سبّ'' (توہین) کا اِرتداد ہے، اور موجبِ قتل ہے، جیسے صراحۃً ساری اُمتِ حاضرہ کی تکفیر کرنے والا بھی کافر ہے''۔

''سبّ'' نبی کے متعلق شیخین کا حکم: میں آج حضرتِ صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم کا فتویٰ ''سبّ'' نبی کے متعلق پیش کرتا ہوں، حافظ ابنِ تیمیہ ''الصارم المسلول'' صفحہ ۱۹۵ میں حرب کی ایک روایت امام حدیث سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص فاروقِ اعظم کے سامنے لایا گیا جس نے ''سبّ'' کی تھی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی، فاروقِ اعظم نے اسے سزائے موت دی، حضرتِ فاروقِ اعظم کا اِرشاد:

''ثم قال عمر: من سَبَّ اللّٰہ تعالیٰ أو سَبَّ أحدا من الأنبیاء

فاقتلوہ''۔

''جس نے ''ناسزا'' کہا خدا کو، یا کسی پیغمبر کو، اُسے سزائے موت دی جائے''۔

اسی طرح صدیقِ اکبر کے دَور میں کسی عورت نے بحرین میں نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو''سبّ'' کہاتھا،وہاں کے حاکم مہاجر بن اُمیہ نے اُسے کوئی سزادی تھی،صدیقِ اکبر کاحکم پہنچا کہ پہلے مجھے اطلاع ہوتی تو میں سَبِّ نبی کی یہ سزانہ دیتا، بلکہ اس کی سزاقتل ہے،لفظ صدیقِ اکبر کے یہ ہیں:

''لولا ما قد سبقتنی فیھا لأمرتک بقتلھا لأن حد الأنبیاء لا یشبہ الحدود فمن تعاطی ذلک من مسلم فھو مرتد ومعاھد فھو محارب غادر''۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے:''اگرتو پہلے کچھ نہ کر چکا ہوتا۔ میں امر کرتا اس عورت کے قتل کا، کیونکہ انبیاء کے''سبّ'' کی حداَور حدوں کے مشابہ نہیں، جوکوئی مسلمان ایسا کرے، وہ مرتد ہے،اور جوکوئی ذمی ایسا کرے، وہ جنگ کرنے والا ہےہم سے،اور غدر کرنے والا ہے''۔

جیسا کہ علامہ شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ توہینِ انبیاء دوطرح کی ہوتی ہے،ایک توصیفی دوسری تعریفی۔ یہاں پرواعظِ موصوف نے تعریفی توہین کاارتکاب کیا ہے، جیسا کہ علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:''تعریفی اسے کہتے ہیں کہ دوسرے کا حوالہ دے کرنقل کیا، اور غرض پہنانی یہ ہوکہ اس شخص کے نقائص لوگوں میں پھیل جائیں، گویا کام اپنا کرتا ہے اور دوسرے کے کندھے پرڈالتا ہے، یہ بھی کفرِ صریح ہے(فتاوٰی کی مشہور کتاب''دُرِّمختار'' اور''شامی''،باب المرتد،صفحہ۴۹۰،جلد۳ میں

ہے) تو واعظِ موصوف نے حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق دوسرے کا حوالہ دے کر غرض اپنی پہنائی، یعنی ''گدھے والی حدیث تلاش کر کے، اس میں منہ کالا کرنے والے معنے پہنا دیئے''، گویا کہ واعظِ موصوف نے کام اپنا کر کے دوسرے کے کندھے پر ڈال دیا، لہٰذا فتوی کی رُو سے واعظِ موصوف کی سزا خود بخود متعیّن ہوگئی، مثال کے طور (پر: از ناقل) کچھ عرصہ قبل ایک آسیہ نامی عورت نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کی تھی تو اس کو عدالت نے سزائے موت دی تھی، اس پر بہت شور اُٹھا تھا، اور اس فیصلے سے اختلاف کرنے والے پنجاب کے گورنر کو قتل بھی کر دیا گیا تھا، پھر اس پر آسیہ ملعونہ نے عدالتوں سے کئی بار معافی کی درخواست کی، مگر نچلی عدالتوں نے قبول نہیں کی، اور نہ ہی اہلِ علم کی طرف سے قبول کی گئی، حالانکہ وہ جاہل تھی، اس کے باوجود یہی مسئلہ بتایا جاتا رہا کہ توہینِ رسالت کرنے والے کی معافی قبول نہیں کی جاسکتی، پاکستان کی بڑی عدالت سپریم کورٹ میں آسیہ ملعونہ کی طرف سے وکیل نے توہینِ رسالت کے سلسلہ میں معافی کی درخواست دائر نہیں کی تھی، بلکہ تکنیکی طور پر اس پر اِلزام کے ثبوت و گواہی کو غلط قرار دینے کی اپیل کی تھی، چنانچہ عدالت نے اپیل میں اُٹھائے گئے تکنیکی سوالات کو صحیح سمجھا، اور اسی کی بنیاد پر آسیہ ملعونہ کو بَری کیا تھا، معاف نہیں کیا تھا۔ اگر عدالت آسیہ ملعونہ پر توہینِ رسالت کے ارتکاب کو قبول کر لیتی، تو وہ بھی کسی طور پر اس کو بَری کرتی اور نہ ہی معاف کرتی''۔

(''ایک ملمع ساز قصہ گو واعظ! ایک فتنہ''۔ قسط:۳۔ مشمولہ: ماہنامہ مِلَّیہ، فیصل آباد۔ بابت جمادی الاول ۱۴۴۱ھ/ جنوری ۲۰۲۰ء۔ صفحہ۲ تا ۱۵)

(۱۷) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی:

ابھی تک مُلمّع ساز قصہ گو واعظ نے حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلام پر "منہ کالا کرنے والے" کہے گئے الفاظ سے نہ تو برسرِ عام باقاعدہ رُجوع کیا ہے، اور نہ ہی اس پر معافی مانگی ہے، اس مطالبے پر کراچی کے طوطا نما مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہر بات پر معافی مانگنے والی بات شروع ہوگئی تو یہ سلسلہ بہت طویل ہوگا، اور بہت سے علما اس کی لپیٹ میں آئیں گے۔

جواباً عرض ہے کہ سیدھی سی بات ہے کہ ہم ہی نہیں بلکہ ہر صاحبِ فہم یہی چاہتا ہے کہ ہر وہ غلطی جو کہ عوامُ النّاس کی سامنے کی جائے، اس سے معافی اور رُجوع بھی عوامُ النّاس کے سامنے ہونا چاہیے۔ اس کے دو فائدے ہوں گے، ایک تو یہ کہ عوامُ النّاس اس غلطی کے فہم میں مبتلا نہیں ہوں گے، دوسرے یہ کہ پھر ہر واعظ یا مفتی آئندہ منہ سے بات نکالنے سے پہلے سو بار سوچے گا اور غلطی نہیں کرے گا، تاہم ابھی تک واعظِ موصوف کے ذمہ عوامُ النّاس کے سامنے رُجوع اور معافی قرض ہے، اور اس قرض کے اُترنے تک ہم ہر ماہ ان سے مطالبہ کرتے رہیں گے۔

دوسری بات ان طوطا نما مفتی صاحب نے کہی تھی کہ: فتویٰ لگانے سے پہلے اس کے ماضی کو دیکھا جاتا ہے، بقول ان کے واعظِ موصوف کا ماضی اِسلام کی خدمات کے حوالے سے تابناک ہے۔

تو جواباً عرض ہے کہ کسی کے حال کی بجائے اس کی ماضی کی اِسلامی خدمات کو دیکھ کر اگر فتویٰ لگایا جائے گا تو پھر اس لحاظ سے کسی کے ماضی کے کُفر کی وجہ سے اس کو مسلمان بھی نہیں قرار دیا جاسکے گا، کیونکہ اس کا ماضی بتا رہا ہے کہ اس کا اِسلام کا دعویٰ دُرُست نہیں ہے جو کہ اس کا حال ہے"۔

("ایک مُلمّع ساز قصہ گو واعظ! ایک فتنہ"۔ قسط: ۴۔ مشمولہ: ماہنامہ مـــلّیـــہ، فیصل آباد۔ بابت جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ/فروری ۲۰۲۰ء۔ صفحہ ۴)

(۱۸) ''ابھی تک مُلمّع ساز قصہ گو واعظ نے حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلام پر ''منہ کالا کرنے والے'' کہے گئے الفاظ سے نہ تو برسر عام باقاعدہ رُجوع کیا ہے، اور نہ ہی اس پر معافی مانگی ہے، یہ قرض ان پر واجب الادا ہے، ہم اس قرض کی ادائیگی تک ان سے مطالبہ کرتے رہیں گے''۔

(''ایک ملمّع ساز قصہ گو واعظ! ایک فتنہ''۔قسط:۵۔مشمولہ:ماہنامہ ملّیہ ،فیصل آباد۔بابت رجب المرجب ۱۴۴۱ھ/ مارچ ۲۰۲۰ء۔صفحہ۶)

(۱۹) ''ابھی تک مُلمّع ساز قصہ گو واعظ نے حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلام پر ''منہ کالا کرنے والے'' کہے گئے الفاظ سے نہ تو برسرِ عام باقاعدہ رُجوع کیا ہے، اور نہ ہی اس پر معافی مانگی ہے۔ البتہ واعظِ موصوف نے اُمت کے ساتھ ایک وکھرے ٹائپ کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے، وہ یہ کہ وہ علما جنھوں نے واعظِ موصوف کے اس گھناؤنے فعل پر ان کی گرفت کی، موصوف نے ان پر گالیاں دینے کا بہتان لگا دیا، ایک تازہ وڈیو ان کی طرف سے ''یوٹیوب'' پر اَپ لوڈ کی گئی ہے، جو کہ ان کے اپنے مدرسہ کے دورۂ حدیث سے فارغ ہونے والے طلبہ اور آنے والے وقت کے علما کو خطاب کا ایک حصہ ہے، ہم اس کے فقرات ترتیب وار درج کر کے ان پر اپنی تحقیق یا ریسرچ پیش کرتے ہیں۔

حضرت مولانا منظور مینگل پر بہتان:

فرماتے ہیں کہ:

(۱) کچھ علمانے پیچھے جو مجھے گالیاں دیں، اللہ کا شکر ہے میرے دِل پر اس کا کوئی اثر نہیں، نہ میں نے اس کے رَدِّ عمل اس برابر کے لیول کی بات کی ہو، چونکہ سوشل میڈیا پر سب کو معلوم ہے تو اس لیے میں نام لے دیتا ہوں، مجھے تبلیغ والوں نے اس سے زیادہ ستایا، میں نے کبھی کسی کا نام آپ سے لیا؟ یہ

نیچے والی آپس کی بات ہے، اب یہ سوشل میڈیا پر منظور مینگل صاحب بداخلاقی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، اللہ کا شکر ہے میرے دل میں رَدِّ عمل میں ایک رَتی چھوڑ، ایک حَبَّہ خَرْدَل کا ہزارواں حصہ بھی میرے دل میں کوئی رَدِّ عمل نہیں، بلکہ ان کی عزّت ہے کہ وہ اہلِ علم ہیں۔ پھر اُنہوں نے وہ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی بات کو عنوان بنا کر میری کلاس لی کہ اس نے گستاخی کی ہے کہ علی الاعلان یہ ہمارے پاس آ کر توبہ کرے، سب سے پہلے ہم واعظِ موصوف کے اس فرمان کا جائزہ لے لیں جو کہ انہوں نے کہا ہے کہ:

''مجھے تبلیغ والوں نے اس سے زیادہ ستایا، میں نے کبھی کسی کا نام آپ سے لیا؟ یہ نیچے والی آپس کی بات ہے''۔

اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوسکتا ہے کہ تبلیغ والے آپ کو ستائیں، انہوں نے تو آپ کو ستایا نہیں بلکہ اُٹھایا ہے، زمین سے اُٹھا کر آپ کو آسمان پر لے گئے، ورنہ آپ کو آپ کے مضارعوں اور کمیوں کے علاوہ کون جانتا تھا، **آپ نے تو اپنی شہرت کے لیے جماعت کو استعمال کیا،** اور پھر اس میں حرام کو حلال کرنے کے بیج بوئے، وہ جماعت جو کہ اپنے اجتماعات میں لاؤڈ سپیکر پر اذان اور نماز ادا کرنا جائز نہیں سمجھتی، آپ نے سوشل میڈیا پر ان کا ریکارڈ لگانا شروع کر دیا ہے، یہ تو تبلیغی جماعت والوں کا حوصلہ ہے کہ وہ ''اس حرام عمل کے باوجود'' پھر بھی آپ کو برداشت کئے پھرتے ہیں، آپ نے تو اپنی مُغلّظات کو تحفظ دینے کے لیے تبلیغی جماعت کی آڑ لے رکھی ہے، آپ ذرا جماعت سے باہر نکلیے اور جماعت کا اوڑھا ہوا گونگھٹ اُتاریے، پھر دیکھتے ہیں کہ آپ کی حیثیت کیا ہے؟ احسان فراموشی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، واعظِ موصوف کو تبلیغی جماعت پر بہتان لگاتے ہوئے شرم بھی نہیں آ رہی،

اب ہم گالیوں کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں:
فرماتے ہیں کہ:'' کچھ علمانے بیچھے جو مجھے گالیاں دیں'' پھر انہوں نے حضرت مولانا منظور مینگل صاحب کا نام بھی واضح طور پر لیا، پہلی بات یہ ہے کہ کونسی گالی دی، آپ کو چاہیے تھا کہ اس گالی کو اپنے منہ سے نقل کر دیتے، جیسے آپ نے حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا برسرِ عام منہ کالا کیا۔ لگتا ہے اپنے متعلق گالیوں والے الفاظ نقل کرتے ہوئے آپ کو اپنی توہین کا احساس ہو رہا ہے، مگر ایک برگزیدہ نبی حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق بات کرتے ہوئے ان کی توہین کا احساس نہیں ہوا، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ علما پر گالیاں دینے کا اِلزام ہی غلط ہے، علمانے سخت الفاظ سے واعظِ موصوف کی مرمت ضرور کی، علمانے یہی کہا ہے کہ ایسے الفاظ کُفر کے زمرے میں آتے ہیں، ان سے توبہ کی جائے، بس۔ اس کے علاوہ علمانے اور کیا کہا ہے؟ اس بات کا اِظہار اپنے اس بیان میں وہ خود ہی کر رہے ہیں، **چونکہ واعظِ موصوف کے فلسفے میں اب لفظ ''کُفر'' کی حیثیت ہی ختم ہو چکی ہے، لہٰذا انہوں نے اسے گالی سے تعبیر کر ڈالا، مجھے تو** اس پر پنجابی کا ایک مشہور محاورہ یاد آ رہا ہے ''بندہ ڈھیٹ ہو، اور عزّت کو آنی جانی شئے سمجھے''۔ **واعظِ موصوف کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ ڈھیٹ ہیں، ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا،** اگر انہوں نے حق کی کوئی خدمت کی ہوتی، اور پھر اس پر کوئی گالی دیتا تو ان کا یہ فلسفہ چل سکتا تھا، جب انہوں نے نبی کے منہ پر کالک مَل دی، تو پھر گالی کا رونا رونے سے کیا حاصل، اگر گالی والی بات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ گالی دینے والا کون ہے، اور کس بات پر گالی دے رہا ہے، کیا کوئی بدمعاش ہے یا معاشرے کا کوئی گرا ہوا شخص ہے، تو اس کے متعلق حکم ہے کہ: ''وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا''۔

اور اگر کوئی عالم یا عزّت دار ہے تو اس کو سُننا چاہیے، شاید وہ تمہاری بہتری کے لیے ہو، اس پر چُپ نہیں رہنا چاہیے، بلکہ ان سے سوال کرنا چاہیے کہ مجھ سے کیا غلطی ہوئی ؟۔ جب علما کے ایک طبقے نے ان کو ان کے جرم کی طرف توجہ دلائی تو حضرتِ واعظ نے اس کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی، کیونکہ آج کل سوشل میڈیا کے ذریعہ وہ عُروج کے اس گھوڑے پر سوار ہیں جو کہ ان کے اپنے کے خیال میں انہیں دُنیا کے چھ بڑا عظموں میں لیے پھرتا ہے۔ علما کی طرف سے توجہ دلانے پر ان کی طرف سے پُر اسرار خاموشی کسی ذمہ داری یا اخلاق کا مظاہرہ نہیں تھا، بلکہ یہ ایک رعونت تھی، جس کا مطلب ہے کہ کسی کی بات کو کوئی اہمیت نہ دینا، **ان صاحب کے نزدیک تو علما ویسے ہی قابلِ مذمت ہیں جس کا اِظہار موصوف تقریباً اپنے ہر بیان میں کرتے ہیں، انہوں نے علما کی طرف سے توجہ دلانے پر خاموشی کا اظہار اس پیرائے میں کیا کہ جیسے کہہ رہے ہوں کہ جاؤ تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کرلو، مجھ پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں۔ چنانچہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علما کے لہجے میں تلخی آگئی تو اس کو گالی کے نام سے تعبیر کر دیا گیا، اور اپنے اس جرم ''جو کہ حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا منہ کالا کرنے والا تھا'' کو اس پیرائے میں چھپانے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔**

پھر فرماتے ہیں:

''سہواً کوئی نکل جاتی ہے بات، اس کو گُستاخی نہیں کہتے، میں نے روایت تو صحیح بیان کی ہے، ''قُرطبی''میں بھی ہے، ''رازی''میں بھی ہے کہ آپ کو گدھے پہ سوار کرایا گیا، اور شہر میں پھرایا گیا، اور کہا گیا کہ: **ھذا جزاء من خان سیدتہ**. آپ پڑھ لیں سارے۔ ٹھیک ہے تفسیری روایات اس درجہ کی نہیں ہوتی، لیکن اگر ''رازی'' قبول کر رہے ہیں، ''

قُــرطبــی ’’قبول کرر ہے ہیں،تو میں کیڑھی شئے آں۔تو اس میں مَیں نے’’سَهُــواً‘‘یادنہیں رہا،میں نے کہہ دیا چہرے کوسیاہ کیا گیا ہے،تو اس کی’’ظن الـمؤمنین خیراً‘‘کتنی بڑی حدیث ہے۔’’اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ‘‘مولوی عدنان صاحب نے اس کا بہت خوبصورت ترجمہ کیا کہ میرے ذہن میں یہ نہیں تھا، میں چھوٹوں سے بھی سیکھتا ہوں اور بڑوں سے بھی سیکھتا ہوں۔تو انہوں نے ترجمہ کیا ہے، مجھے لگتا ہے کہ اللہ تعالی کہہ رہا ہے کہ:’’بدگمانی سے بچو کہ بَعْضَ الظَّن کہ کچھ بد گمانیاں نہیں بلکہ یہاں یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالی کہہ رہا ہے کہ تھوڑی سی بدگمانی بھی بڑا گناہ ہے‘‘۔سُبْحَانَ اللّٰه، بیٹا کیا خوبصورت ترجمہ کیا آپ نے تھوڑی سی بدگمانی بھی، وہ تمہارے دِل کو کھٹا کر دیتی ہے‘‘۔

واعظِ موصوف نے یہاں چھوٹوں سے سیکھنے کی بات کی ہے،اور کچھ بڑوں کو بھی تکلُّفا ساتھ ملا لیا ہے، جہاں تک بڑوں سے سیکھنے کی بات ہے تو اس پر اگر عمل ہوتا تو بات یہاں تک نہ پہنچتی ،بڑوں نے تو حضرتِ یوسُف عَـلَیْـهِ السَّلَام کیمتعلق واعظِ موصوف کی وضع کردہ کسی صحیح روایت کو آڑ بنا کر ان کی توہین کرنے کی کوشش نہیں کی،اگر واعظِ موصوف اس روایت کو آڑ نہ بناتے تو حضرتِ یوسُف عَـلَیْـهِ السَّلَام کا منہ کالا کرنے کا’’سَهو‘‘نہ کرنا پڑتا،اگر بڑوں سے سیکھنے والی بات ہوتی تو سوشل میڈیا کو اپنی مشہوری کا ذریعہ نہ بنانا پڑتا،اس لیے کہ بڑوں نے اس کو حرام قرار دیا ہے،اور خاص کر وہ جماعت جس کی آڑ لے کر فتنہ پھیلایا جارہا ہے،اس کے بڑے تو اپنے سالانہ اجتماع کی تصویر تک بھی اخبار میں شائع کرانا حرام سمجھتے ہیں، اسی طرح اس جماعت کے بڑے اپنے اعلانات و بیانات کے لیے بھی سوشل میڈیا کا استعمال نہیں کرتے،اس لیے مہربانی کر کے واعظِ موصوف بڑوں کا

نام لے کرانہیں بدنام کرنا چھوڑ دیں، البتہ یہود و نصاریٰ اگران کے بڑے ہیں تو ہم اس پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔ **رہی بات چھوٹوں سے سیکھنے کی، تو یہ چھوٹا کام وہی شخص کرسکتا ہے جس کے دامن میں کچھ نہ ہو، اور خاص کر اپنے کُفر کو چھپانے کے لیے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔**

دوسری بات یہ کہ کیا واعظِ موصوف نے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کو گدھے پر بٹھانے والی روایت علما کے مجمع میں بیان کی تھی یا بقول ان کے دُنیا کے چھ بڑِ اعظموں کے جُہلا کے سامنے۔ علما، فُقہا، مُفسِّرین اور محدِّثین نے ''قُرطبی'' اور ''رازی'' کی اس روایت کو کوئی اہمیت نہ دی، اور نہ ہی ان سے پہلے کسی محدِّث یا مُفسِّر نے اس کو بیان کیا، اور بعد میں آنے والوں نے اسے عملاً رَدّی کی ٹوکری میں پھینک دیا، تو پھر واعظِ موصوف کو جُہلا کے سامنے یہ روایت بیان کرنے کی کھجلی کیوں محسوس ہوئی، اور اب بھی **بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اس بات پر اَڑے ہوئے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، لہٰذا جو انہوں نے کیا ہے وہ بھی صحیح ہے۔ اصل میں موصوف اپنے اس جُرم پر پردہ ڈالنے کے لیے لوگوں کا رُخ اس حدیث کے صحیح ہونے کی طرف موڑ رہے ہیں، اس قسم کی ہیرا پھیری والا کام عادی مجرموں کا ہوتا ہے،** مزید یہ کہ تبلیغی جماعت میں بیان کرنے سے پہلے مشورے کی نشست ہوتی ہے، اس میں بیان کرنے کے متعلّق لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے، اس کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو کہ وجہِ نزاع بن جائے، تو کیا واعظِ موصوف نے مشورے میں اس سلسلہ میں یہ بات سامنے رکھی تھی؟۔

جہاں تک واعظِ موصوف نے یہ کہا ہے کہ گستاخی کہتے ہیں کہ عمداً کوئی بات کی جائے قصداً۔ واقعی گُستاخی کی تعریف وہی ہے جو کہ واعظِ موصوف نے کی، میں اس پر مثال دے دیتا ہوں کہ اگر کسی نے عمداً نماز میں ایسی حرکت

کی جو کہ نماز کے خلاف ہو، تو اس کی نماز فوراً ٹوٹ جاتی ہے، وہ نماز سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے ایسی حرکت ''سَہواً'' کی، تو اگر وہ امامت کر رہا ہے تو پیچھے سے نمازی اس کو اس پر یاد کرا دے، تو پھر اس امام پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس ''سَہو'' کی تصحیح کرے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس پر سجدۂ ''سَہو'' بھی لازم ہے، اگر وہ سجدۂ ''سَہو'' نہیں کرتا، اور اسی حالت میں نماز پوری کر لیتا ہے، تو وہ نماز نہیں ہوگی، اس کو لوٹانی پڑے گی، اور اس کے پیچھے پڑھنے والوں پر بھی نماز دوہرانا لازمی ہے۔ اب یہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ واعظِ موصوف کے بقول ان سے ''سَہو'' ہو گیا، تو سوال یہ ہے کہ جب علما نے ان کے ''سَہو'' پر ان کو توجہ دِلائی تو کیا انہوں نے اس ''سَہو'' کو مان کر اس سے سجدۂ ''سَہو'' (رُجوع) کر لیا تھا؟ جبکہ یہ مسئلہ تقریباً نو ماہ چلتا رہا، اس پر بحث ہوتی رہی، یہاں تک کہ علما کے سمجھانے کے باوجود ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، اور پھر علما نے کُفر کے فتوے دینے شروع کر دیے، اور موصوف کو سخت سُست بھی کہا جانے لگا، یہاں تک کہ سعودی عرب میں بیت اللہ میں بیٹھے مفتیوں نے بھی کُفر کے فتوے دے دیے، تو پھر واعظِ موصوف کو اپنا ''سَہو'' یاد آ گیا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر تو پہلے ہی مرحلے میں موصوف علما کے توجہ دلانے پر رُجوع کر لیتے تو ان کا ''سَہو'' سمجھا جا سکتا تھا، مگر طویل مدت گزر جانے کے باوجود ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا، بلکہ حیلہ و بہانے سے اپنے جاہل اور عقل و خرد سے عاری چیلوں چانٹوں کو آگے کر دیا، اور وہ ان کے اس فعل کی تاویلات کرنے لگ گئے، تو اس سے ثابت ہوا کہ ان سے ''سَہو'' نہیں ہوا بلکہ انہوں نے عمداً یہ کام کیا ہے۔ اس لیے اُصولی طور پر جس طرح کوئی شخص بغیر سجدۂ ''سَہو'' کیے نماز پوری کر لے، تو اس کو نماز

لوٹانا واجب ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص "سَھْــو" کے نام پر کوئی کام کر لے، اور پھر توجہ دلانے پر بھی رُجوع (توبہ) نہ کرے، تو وہ بھی اِسلام سے نکل جاتا ہے، اور اس کے لیے تجدیدِ اِسلام وتجدیدِ نکاح ضروری ہے، ورنہ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے، اور پھر وہ آزاد ہو جاتی ہے، اس کی بیوی اس سے بغیر طلاق لیے عدت گزارنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے، سب سے بڑی بات یہ کہ واعظِ موصوف نے ابھی تک رُجوع نہیں کیا، اس لیے ان کا وہی حکم ہے جو ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ توہینِ رسالت کے مجرم کی توبہ بھی قبول نہیں، حالانکہ اُصول یہ ہے کہ اگر کسی نے کفریہ عمل کا ارتکاب کیا کہ تو اسے تین دن کی مہلت دی جائے گی، اگر تو وہ توبہ کر لیتا ہے تو اسے کچھ نہیں کہا جائے گا، اور اگر وہ تین دن تک توبہ نہیں کرتا تو اس پر شرعی سزا نافذ کی جائے گی، یہاں پر تو حجت پوری ہو چکی ہے، واعظِ موصوف نے تین دن تو کیا، اب تو ایک سال ہو گیا ہے توبہ کی طرف نہیں آرہے، اس لیے اس پر مفتیانِ شرع متین ہی نے فیصلہ کرنا ہے۔

پھر اس کے بعد "ظَنَّ الـمؤمنین خیراً" والی حدیث کا حوالہ دے کر اس کی آڑ میں اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں، مَـاشَـاءَ الـلّٰہ آپ نے کون سا ظنِ خیر والا کام کیا ہے، یعنی ایک نبی کو گدھے پر بٹھا کر، اس کا منہ کالا کر کے بازار میں پھرا دیا، اور اس پر آوازیں بھی کَس دیے، اور پھر علما کی طرف سے توجہ دلانے کے باوجود بھی موصوف کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، گویا کہ موصوف کے نزدیک یہ "ظنِ خیر" والا عمل تھا، کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ایک طرف موصوف اپنے اس قبیح عمل کو "سَھْــو" کا نام دے رہے ہیں اور دوسری طرف اس کو ظنِ خیر بھی کہہ رہے ہیں، حالانکہ یہ ظن

نہیں بلکہ کُھلا گُناہ تھا۔ مگر موصوف فرماتے ہیں کہ ایسی بدگمانی بڑا گناہ ہے، چنانچہ واعظِ موصوف کے مطابق جن جن علما نے ان پر گرفت کی ہے وہ سب اس بڑے گُناہ میں مبتلا ہو گئے، ان سب کو توبہ کرنی چاہیے، پھر فرماتے ہیں:
''امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب ہے، میں نے خود نہیں پڑھا، مفتی احمد علی صاحب کی نظروں سے گزرا ہو کہ کسی میں سو باتیں کُفر کی ہوں اور اس میں ایک ایسی ہو کہ اس کی تاویل کر کے اس کو، اِسلام کو بچایا جا سکتا ہے، تو اس ایک کی تاویل کو قبول کر کے ننانوے چیزوں پر پانی پھیر دیا جائے، مفہوم یہ ہے، تو جس ہستی کے فتوے کی ہم پیروی کرتے ہیں، وہ یہ فرما رہے ہیں، (حسرت بھری آہ) غلطی سے نکل گیا ہے ایک جملہ، تو کافر ہو گیا ہے، توبہ کرے، نکاح ٹوٹ گیا ہے، عجیب بات ہے، گستاخی کہتے ہیں کہ عمداً کوئی بات کی جائے، قصداً ''سَہواً'' جو بات ہوتی ہے''۔

عجیب بات ہے کہ واعظِ موصوف نے اپنے مطلب کے لیے اس مسئلہ کو بتنگڑ بنا کے رکھ دیا ہے، جس طرح ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے سو جھوٹ گھڑنے پڑتے ہیں، بالکل اسی طرح واعظِ موصوف اپنے کُفریہ کلمہ کو اِسلام ثابت کرنے کے لیے سو، سو کُفر تول رہے ہیں، اپنے دفاع میں آج کل انہیں امام ابو حنیفہؒ بہت یاد آ رہے ہیں، یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں موصوف جن کی فقہی خدمات کی برسرِ منبر دھجیاں بکھیرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ: ''میں مسلک بیان نہیں کرتا بلکہ اسلام پیش کرتا ہوں''۔

اگر واقعی واعظِ موصوف میں فقہ حنفی کی رَتی بھر عزّت ہوتی تو امام ابو حنیفہؒ کے اس قول کو خود پڑھا ہوتا، کسی مفتی احمد علی کا حوالہ نہ دیتے، اگلی بات یہ کہ امام ابو حنیفہ کا یہ کوئی حکم یا فتویٰ نہیں ہے بلکہ رائے ہے، مگر اس پر وقت کے علما نے دیکھ کر فیصلہ کرنا ہے، یہ بات ان لوگوں کے متعلق کہی گئی ہے جو کہ

کبھی بھی غلطی کے مرتکب نہ ہوئے ہوں، بہت ہی احتیاط سے کام لیتے ہوں، پھر اگر ان سے کوئی ایسی ویسی بات ہو جائے تو ان کے لیے اس قسم کی تاویل کی جا سکتی ہے، اور جو اپنی بات پہ اڑا رہے، اور کسی کی پرواہ نہ کرے، اور زیادہ سے زیادہ اپنی بات کو ''سَہو'' کہہ دے، اور پھر اس ''سَہو'' پر بھی رُجوع نہ ہو، اس کے لیے یہ رائے نہیں، آگے چلیے، فرماتے ہیں:

''آپ نے وہ مشہور حدیث نہیں سُنی کہ اللہ بندے کی توبہ پر ایسے خوش ہوتا ہے جیسے کسی کی صحرا میں اُونٹنی گم ہو جائے، اور وہ موت کے لیے زمین پر پڑ جائے، اور تھوڑی دیر بعد آہٹ پہ اُٹھے تو اُونٹنی کھڑی ہو، تو وہ اپنی خوشی میں ایسا مست ہو کہ واہ واہ مولیٰ میں تیرا ربّ اور تو میرا بندہ۔ سنی حدیث؟ پڑھی بھی ہوگی، اس سے بڑا کلمۂ کُفر کیا ہوگا؟ جنون میں اس نے کہا ہے، اللہ کے نبی مزا لے رہے ہیں اس بات کا''۔

یہاں پر پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا آپ نے توبہ کر لی؟ جبکہ توبہ نہ کرنے کے لیے علما پر گالیاں دینے کا اِلزام لگا رہے ہیں، تو ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والا عمل کر رہے ہیں، اور اپنی بات پر اَڑے ہوئے ہیں، اور ''سَہو'' کا نام دے کر سادہ لوح لوگوں کو اُلّو بنا رہے ہیں۔

اللہ کے نبی پر سب سے بڑے کُفریہ کلمے کا بہتان: دوسری بات یہ کہ واعظِ موصوف فرماتے ہیں کہ ''جنون میں اس نے کہا ہے اللہ کے نبی مزا لے رہے ہیں اس بات کا''۔ اس میں موصوف کا یہ فرمانا کہ ''جنون میں اس نے کہا''، گویا کہ ان کے بقول کسی دوسرے شخص کا یہ عمل ہے کہ خوشی سے مست یا جنون میں آ کر انہوں نے یہ کلمہ کہا، چنانچہ موصوف نے اس کو بڑا کلمۂ کُفر قرار دے دیا۔

یہاں پر سوال یہ اُٹھتا ہے کہ اللہ کے نبی نے یہاں پر کوئی واقعہ نہیں سنایا، اور

نہ ہی حقیقت میں کوئی ایسا واقعہ دورِ نبوی میں پیش آیا، اگر آیا ہوتا تو احادیث کی کتابوں میں درج ہوتا، اس قسم کا ارشاد ''مولی! میں تیرا رب اور تُو میرا بندہ'' اللہ کے نبی کی طرف سے اُمت کو سمجھانے کے لیے ایک مثال کے طور پر کہا گیا، سیدھی سی بات ہے کہ اللہ کے نبی نے جو کلمات کہے وہ انہوں نے اپنی طرف سے کہے، کیونکہ وہ صاحبِ شریعت تھے، انہیں معلوم تھا کہ کون سا کلمہ صحیح ہے، اور کون سا کُفر یہ ہے، مگر واعظِ موصوف (نَعُوْذُ بِاللّٰہ) نبی سے بھی بڑے صاحبِ شریعت ہو گئے۔'' میں پھر یاد دِلا دوں کہ یہ اللہ کے نبی کا کلمہ ہے، کسی صحابی کا نہیں، **واعظِ موصوف نے اللہ کے نبی کی بات کا منشاء سمجھنے کی بجائے اللہ کے نبی کے اس کلمہ کو سیدھا سب سے بڑا کُفر یہ کلمہ قرار دے دیا، تو گویا کہ واعظِ موصوف کے مطابق اس بڑے کُفر یہ کلمہ کا اِرتکاب'' نَعُوْذُ بِاللّٰہ ثُمَّ نَعُوْذُ بِاللّٰہ ''خود اللہ کے نبی نے کیا ہے، اس نام نہاد جاہل، کذّاب اور دجّال قصہ گو واعظ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کیا بک رہا ہے کہ'' اللہ کے نبی کی بات کو سب سے بڑا کُفر یہ کلمہ قرار دے رہا ہے''۔ صرف اور صرف اپنے ایک کُفر کو چھپانے کے لیے سو، سو کُفر بک رہا ہے**، دوسرا سوال یہ ہے جیسا کہ واعظِ موصوف نے کہا ہے کہ:

''تو وہ اپنی خوشی میں ایسا مست ہو.......جنون میں اس نے کہا ہے اللہ کے نبی مزالے رہے ہیں اس بات کا''۔

تو موصوف نے جب حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق منہ کالا کرنے والے الفاظ کہے تھے تو کیا وہ اس وقت مستی کی حالت اور جنون میں تھے؟ اگر تو وہ مستی کے عالم اور جنون میں تھے جو کہ بظاہر نظر نہیں آ رہی، تو وضاحت فرما دیتے کہ وہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کے متعلق مستی اور جنون میں اس قسم کے کُفر بکنے کے عادی ہیں، کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ''

اس سے بڑا کلمۂ کفر کیا ہوگا"۔ تو جس طرح (بقول ان کے) اللہ کے نبی یہ کلمۂ کفر سُن کر مزا لیتے رہے، اسی طرح تمام علما، صلحا، مفتیانِ کرام، مُحدِّثینِ عظام اور دُنیا کے چھ بڑِ اعظموں کے لوگ میرا یہ کلمۂ کفر سُن کر مزے لیتے رہیں، اور کچھ نہ کہیں، یہ باتیں "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" میں شمار ہوتی ہیں، آخر میں فرماتے ہیں:

"یہ سارے دَورے والے بچے بیٹھے ہیں۔ کل تک یا چند دنوں میں جانے والے ہیں، بیٹا میں ان چیزوں سے میں تمہیں نکالنا چاہتا ہوں، یا خیر کا بول بولو، یا چُپ، من کان یؤمنُ باللّٰہ والیومِ الآخر فالیقُل خیراً أو لیصمُت۔ اس پر بیٹا عمل کرو"۔

واعظِ موصوف کا یہ بیان اپنے مدرسے کے دَورے کے طلبہ کے لیے تھا، جس میں فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ان چیزوں سے نکالنا چاہتا ہوں، یعنی اگر کوئی کُفر بکے تو اس پر چُپ رہو، **ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ واعظِ موصوف نے عوامُ الناس سے چُھپ کر اللہ سے توبہ کر لی ہو، میں نے کہا کہ اچھی بات ہے، مگر حکم یہ ہے کہ جیسی صورت میں "سَہو" ہوا ہو، اسی صورت میں سجدۂ "سَہو" کرنا ہوگا، اگر تو انفرادی عمل ہے تو انفرادی سجدۂ "سَہو" ہے، اور اگر امامت کرا رہا ہے تو اس کے "سَہو" کا سجدۂ "سَہو" بھی اسی نماز کی حالت میں سب کے سامنے کرنا ضروری ہے، ورنہ نماز لوٹانی پڑے گی، بالکل اسی طرح واعظِ موصوف کا معاملہ ہے، واعظِ موصوف کے بقول جو ان سے "سَہو" ہوا ہے وہ دُنیا کے چھ بڑِ اعظموں کے سامنے ہوا ہے، اس لیے اس کا سجدۂ "سَہو" (توبہ) اور اس کے ساتھ ساتھ ایمان کی تجدید، اور تجدیدِ نکاح بھی دُنیا کے چھ بڑِ اعظموں کے سامنے ہوگا۔**

توہینِ رسالت کو ''سَہْــــو '' کا عنوان دینے کی حکمت: اصل میں واعظِ موصوف یہود و نصاریٰ کے اس عالمی ایجنڈے کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس کے مطابق توہینِ رسالت کو ایک کھیل بنا دیا جائے، اسی لیے وہ معافی یا توبہ کرنے کی بجائے لفظ ''سَہْــو '' استعمال کر رہے ہیں تا کہ آئندہ جو کوئی بھی توہینِ رسالت کا ارتکاب کرے، اور اس پر مقدمہ درج کیا جائے، تو وہ یہ کہہ کر اپنی جان چھڑا لے کہ: مجھ سے ''سَہْو '' ہو گیا تھا''۔

(''ایک ملمّع ساز قصہ گو واعظ کا علمائے کرام پر بہتان''۔قسط:۶۔مشمولہ: ماہنامہ ملّیہ، فیصل آباد۔ بابت شعبان ۱۴۴۱ھ/ اپریل ۲۰۲۰ء، صفحہ ۶ تا ۱۴)

(۲۰) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰى:

اما بعد! گزشتہ کئی ماہ سے ''ایک مُلَمَّع ساز قصہ گو واعظ اِک نیا فتنہ'' کے عنوان سے سلسلہ وار مضمون لکھا جا رہا ہے، جس میں ان کی طرف سے دینِ اسلام کے متعلق مَن گھڑت جھوٹ اور دجل کو آشکارا کیا جا رہا ہے، مگر کسی بھی مضمون میں ان کا نام لینا مناسب نہیں سمجھا، اس اُمید پر کہ شاید وہ راہِ راست پر آ جائیں، اور کام ایسے ہی بن جائے، ہم نے اپنے ہر مضمون میں ان سے درخواست کی تھی کہ وہ حضرتِ یوسُف عَلَيْهِ السَّلَام کے معاملہ میں تمام عوامُ النّاس کے سامنے اُسی طرح اللہ سے توبہ کریں اور معافی مانگیں جس طرح انہوں نے حضرتِ یوسُف عَلَيْهِ السَّلَام کے متعلق تمام دُنیا کے سامنے کُفر بکا تھا، مگر ان کے کان میں جوں تک نہیں رینگی، بلکہ انہوں نے ''سَہْو '' کا لفظ استعمال کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا، جس پر اہلِ علم انگشت بدنداں رہ گئے، نیز ہم سے قارئین کی طرف سے مسلسل اِصرار جاری تھا کہ ان واعظ کا نام بھی لکھا جائے، کچھ لوگ تو سمجھ گئے تھے، مگر اکثر حضرات شش و پنج میں مبتلا ہیں، اس لیے ان کے اِصرار اور واعظِ موصوف کی ہٹ دھرمی

کی بنا پر مجبوراً ان کا نام لکھا جارہا ہے۔ ان کا نام "طارق جمیل" ہے جو کہ اپنے آپ کو مولانا کہلاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی جماعت میں وقت لگا کر اور مدرسہ میں کچھ وعظ سیکھ کر آدمی مولوی بن جاتا ہے، ان صاحب کو الیکٹرانک میڈیا (جسے سوشل میڈیا بھی کہا جاتا ہے) میں آنے اور رہنے کا بڑا شوق ہے، دُنیا میں ان کا تعارف بھی اسی سوشل میڈیا ہی کے ذریعہ سے ہے، ورنہ اس جماعت میں اور بھی اہلِ علم ہیں جو کہ ان سے زیادہ اچھا بیان کرلیتے ہیں، مگر انہوں نے اپنے آپ کو سوشلائز نہیں کیا، اس لیے ریٹنگ کی دَوڑ میں وہ پیچھے رَہ گئے، واعظِ موصوف میڈیا کے بغیر زندہ نہیں رَہ سکتے، اس لیے وہ میڈیا کے ذریعہ اُوٹ پٹانگ کام کرتے رہتے ہیں، ان کا اَوڑھنا بچھونا میڈیا ہی ہے، ان کا کام ہے کہ میڈیا کے ذریعہ اپنی ریٹنگ بڑھانا، اس کے لیے وہ ہر قسم کا جھوٹ اور منافقت اختیار کرلیتے ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں انہوں نے دو کام کیے، ایک تو معراج کی رات ننگے سر ہو کر "پٹ سیاپا" والی دُعا کرائی، جیسے شیعہ کرتے ہیں، معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شیعہ ذاکر "پٹ سیاپا" کررہا ہے، فرق صرف یہ تھا کہ شیعہ ایسے قسم کے "پٹ سیاپا" کے موقع پر سر پر چولہے والی راکھ ڈال لیتے ہیں۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ کسی قصّہ گو واعظ کا عالم ہونا ضروری نہیں، وہ تو قصّہ سنانے کے ساتھ اس میں لوگوں کی دلچسپی کے لیے مَن گھڑت مرچ مسالہ لگا دیتا ہے تاکہ لوگ اس کی واہ واہ کے ساتھ اس کو وسیع مطالعہ والا سمجھیں، واعظِ موصوف بھی انہیں لوگوں میں سے ایک ہیں، لگتا ہے کہ واعظِ موصوف دورانِ طالبِ علمی صرف قصے کہانیاں پڑھتے رہے ہیں، مدرسہ کی روٹیاں حرام کرتے رہے ہیں، انہی پر اپنے وعظوں کی عمارت کو تعمیر کرتے رہے ہیں، کچھ علما نے ان کا قلمی چہرہ یوں بیان کیا ہے:

’’تبلیغی جماعت طارق جمیل کی نہیں، اور نہ ہی ان جیسے قصہ گو واعظوں کے تجربات کے لیے بنائی گئی ہے، ان کے خلاف ایک کتاب ’’اَلْــقَــوْلُ الْجَلِیْلُ فِی کُفْرِ طَارِق جَمِیل ‘‘، ’’کَلِمَۃُ الْھَادِی اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْــل ‘‘ لکھی گئی ہے، سعودی علمانے کافرقرار دیا ہے۔(حضرت مولانا منظور مینگل)۔

’’طارق جمیل عالم نہیں ہے، وہ علما کا بدترین دشمن ہے، دین کا ایک مکّار فریبی، تبلیغ کے کام کو ختم کرنے والا ایک زہریلا سانپ ہے، مولانا مینگل نے جو کہا ہے شاید کم کہا ہے، وہ اس سے زیادہ کا حق دار ہے...... طارق جمیل کی اس زمانے میں تقریر سننا گناہوں سے خالی نہیں ہے، یہ تقریر جادۂ حق سے ہٹی ہوئی ہے، اہلِ سنت والجماعت کے خلاف رِفض اور بے دینوں کی باتیں کررہا ہے، اس لیے اس سے پرہیز مناسب ہے‘‘۔

(حضرت مولانا مفتی زرولی خان مُدَّظِلُّہٗ)

’’مولانا طارق جمیل اپنے بیانات میں جتنی حدیثیں بیان کرتے ہیں سب جھوٹ ہیں، ان میں سالوں میں اتنا بڑا جھوٹا حضورِ اقدس پر جھوٹ اور تہمت لگانے والا ہم نے نہیں دیکھا‘‘۔(حضرت مولانا مفتی سعید احمد مُدَّظِلُّہٗ، راولپنڈی)‘‘

(’’ایک ملمّع ساز قصہ گو واعظ !طارق جمیل‘‘۔قسط:۷۔مشمولہ:ماہنامہ مِلّیہ، فیصل آباد۔بابت شوال المکرّم ۱۴۴۱ھ/ جون ۲۰۲۰ء۔صفحہ۲و۳)

(۲۱)’’واعظِ موصوف نے اپنے ہی کہے ہوئے جھوٹوں کے سامنے اپنے آپ کو سرنڈر کردیا، مگر دوسری طرف انہوں نے جب حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلام کے منہ پر کالک ملی تھی تو اس وقت تمام علمانے ان کی تکذیب کی، ان کے اس جھوٹ پر انہیں سرِعام معافی مانگنے کا کہا، مگر ان کے کان پر جوں

تک نہیں رینگی“

(”ایک ملمع ساز قصہ گو واعظ! طارق جمیل“۔قسط:۷۔مشمولہ:ماہنامہ ملّـــہ ،فیصل آباد۔بابت شوال المکرم ۱۴۴۱ھ/ جون ۲۰۲۰ء۔صفحہ ۱۰ و ۱۱)

(۲۲)”حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے چہرے کو کالا کرنے کی بات کرنا کلمۂ کفر ہی ہے، مگر ایک سال سے اُوپر وقت گزر چکا ہے، انہیں معافی و توبہ کی توفیق ہی نصیب نہیں ہو رہی، سچی بات ہے کہ توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، اللہ جب کسی سے ناراض ہوتا ہے تو اس سے توبہ کی توفیق چھین لیتا ہے، وہ کفریہ کلمہ پر معافی نہیں مانگتا، مگر جن پر اللہ نے لعنت بھیجی ہو:”لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ “، اُن جھوٹوں سے معافی مانگ لیتا ہے“۔

(”ایک ملمع ساز قصہ گو واعظ! طارق جمیل“۔قسط:۷۔مشمولہ:ماہنامہ ملّـــہ ،فیصل آباد۔بابت شوال المکرم ۱۴۴۱ھ/ جون ۲۰۲۰ء۔صفحہ ۱۲)

(۲۳)”پہلی بات یہ کہ واعظِ موصوف نے ابھی تک حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی توہین پر معافی نہیں مانگی، ویسے وہ اگر معافی مانگ بھی لیں تو اس کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ توہینِ رسالت کرنے والے کی معافی بھی قابلِ قبول نہیں“

(”ایک ملمع ساز قصہ گو واعظ طارق جمیل اِک نیا فتنہ“۔قسط:۱۰۔مشمولہ:ماہنامہ ملّـــہ ، فیصل آباد۔بابت محرم الحرام ۱۴۴۲ھ/ ستمبر ۲۰۲۰ء۔صفحہ ۲۸)

(۲۴)”ہو سکتا ہے کہ کچھ مخلص حضرت واعظِ موصوف کے متعلق میرے اس طرزِ تخاطب کو پسند نہ فرمائیں، مگر میں مجبور ہوں، اس لیے کہ جو شخص انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کے منہ پر کالک مَل رہا ہو، اور پھر اس پر اَڑا ہوا ہو، اور معافی تک نہ مانگے، اور اس کے مقابلے میں ایک غدّار خاندان کا شجرۂ

نسب اس نبوت سے ملا رہا ہو جو کہ اس وقت موجود تھی جب آدم عَلَیْہِ السَّلام پانی اور مٹی میں تھے۔ تو ایسے شخص کے لیے اس قسم کے الفاظ لکھنا اور کہنا تو بہت ہی نرم بات ہے"

("ایک ملمّع ساز قصہ گو واعظ! طارق جمیل" ۔قسط:۱۰۔مشمولہ:ماہنامہ صلّیہ، فیصل آباد۔ بابت محرم الحرام ۱۴۴۲ھ/ستمبر ۲۰۲۰ء۔صفحہ ۳۴)

(۳۵) "اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مُلمّع ساز قصہ گو واعظ طارق جمیل صحت مند ہونے کے بعد واپس گھر تشریف لے آئے، اخبار اور سوشل میڈیا پر خبر سُن کر افسوس ہوا تھا کہ انہیں بھی کرونا جیسی مہلک بیماری لگ گئی ہے، اسی لیے ہم نے گزشتہ شمارے میں ان کے متعلق لکھنے سے گریز کیا تھا، کیونکہ کسی کی جب ایسی حالت ہو تو اُس پر طنز کے تیر چلانا شائستگی کے خلاف سمجھا جاتا ہے، ہماری دُعا تھی کہ وہ اس بیماری کے مہلک اثرات سے محفوظ رہیں، ہماری ان سے کوئی ذاتی دشمنی تو نہیں ہے، ان سے لوگوں کو دینی فیض پہنچ رہا تھا، مگر کچھ عرصہ سے وہ ذہنی طور پر حاضر نہیں ہیں، توجہ دلانے کے باوجود وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتے، ان پر اپنے وسیع مطالعے اور ریسرچ کا بُھوت سوار ہے، **ہماری دُعا ان کی بیماری سے شفاء کے ساتھ ساتھ یہ بھی تھی کہ وہ ایسے وقت میں جبکہ موت کا بھی اندیشہ تھا، برسرِ عام اس بات سے توبہ کر لیتے جو کہ انہوں نے حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کی شان میں گستاخانہ کلمات کہہ کر کی تھی، مگر لگتا ہے کہ اللہ نے ان سے توبہ کی توفیق چھین لی ہے۔ مجھے ایک صاحب نے کہا کہ آپ ہمارے حضرت کی کردار کشی کر رہے ہیں، اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے حضرت نے تنہائی میں اللہ سے توبہ کر لی ہو، میں نے عرض کیا کہ آپ کے حضرت کو آپ کی طرح اور آپ جیسے ماننے والے بہت ہیں، بلکہ آپ کے حضرت کا اِرشاد ہے کہ ان کے ماننے والے**

چھ بڑا عظموں پر پھیلے ہوئے ہیں، بات یہ ہے کہ آپ کے حضرت اکیلے ہی تو بہ کر کے جنت میں کیوں جانے کا سوچ رہے ہیں، باقیوں کو بھی ساتھ لے کر جائیں، جیسے کہ محاورہ ہے کہ ”ہمہ یاراں جنت، ہمہ یاراں دوزخ“ یعنی ”یاروں کے ساتھ ہی جنت یا جہنم میں جائیں گے“ مگر یہاں تو آپ کے حضرت اکیلے اکیلے ہی جنت کی طرف رواں دواں ہیں، باقیوں کے لیے انہوں نے جہنم کو پسند فرمالیا ہے، کیونکہ انہوں نے جو بات حضرتِ یوسف **عَلَیْہِ السَّلَام** کے متعلق فرمائی تھی، وہ بر سرِ عام تھی، پھر جب آپ کے حضرت پر تنقید شروع ہوئی تو آپ کے حضرت نے اس کی نہ تو تردید فرمائی، اور نہ ہی برسرِ عام توبہ کی، بلکہ ان کے بجائے آپ جیسے مخلص بیوقوف ان کی صفائی بیان کرتے رہے، جب ان پر سخت تنقید شروع ہوگئی تو تقریباً نو مہینے کے بعد انہوں نے یورپ کی طرح دار حسینہ کی کندھے اُچکا کر ”سوری“ کہہ دینے والی اَدا کی طرح یہ کہہ کر جان چھڑالی کہ ”مجھ سے **سَہو**“ ہوگیا تھا“۔ جبکہ یہ تو بہ نہیں تھی بلکہ عذرِ گُناہ تھا، جو کہ بدتر از گُناہ کہا جاتا ہے، اس کا نقصان یہ ہوا کہ تم لوگ آج بھی ان کے اس قبیح عمل کو گُناہ نہیں سمجھ رہے، اور گمراہی پر مسلسل چلے جارہے ہو، اگر آپ کے حضرت برسرِ عام توبہ کر لیتے، تو تم جیسے لوگ بھی واعظ موصوف کی طرح گُناہ سے بَری ہوجاتے، جبکہ ”**سَہو**“ کا نام استعمال کر کے گُناہ کا تسلسل جاری رہے گا۔
دوسری بات یہ ہے کہ اس سے ان لوگوں کو شہہ ملے گی جو کہ توہینِ رسالت کرنے والے ہیں، ان کے لیے آپ کے حضرت نے ”چور راستہ“ فراہم کردیا ہے، وہ بھی آئندہ عدالتوں میں یہ کہہ کر جان چھڑالیا کریں گے کہ ہم سے ”**سَہو**“ ہوگیا تھا، تو پھر ان پر کوئی مقدمہ قائم نہیں کیا جاسکے گا، خیر اب تو واعظِ موصوف بیماری سے باہر آگئے ہیں، ورنہ ہمیں خطرہ تھا کہ

حالتِ مرض میں کوچ کرتے ہوئے دوسروں کو جنت میں لے کر جانے والا کہیں توہینِ رسالت کی وجہ سے اپنے ساتھ آپ جیسے لوگوں کو بھی جہنم کے گڑھے میں نہ لے جائے''۔

(''ایک ملمع ساز قصہ گوواعظ طارق جمیل کی مبلغ دو ارب روپے کی شادی میں شرکت''۔قسط:۱۳۔ مشمولہ:ماہنامہ ملیہ ،فیصل آباد۔بابت جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ/ جنوری،فروری ۲۰۲۱ء۔صفحہ ۱۵،۱۶)

ابن انیس مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی کے قسط وار طویل مضمون سے پیش کیے گئے اقتباسات سے حاصل ہونے والے اہم نکات یہ ہیں:

۱۔ مولوی طارق جمیل دیوبندی کو تجدیدِ اسلام اور تجدیدِ نکاح کی ضرورت ہے۔

۲۔ حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلام کی گستاخی کی وجہ سے دُنیا وآخرت میں مولوی طارق جمیل کے منہ پر ہمیشہ کالک لگی رہے گی۔

۳۔ مولوی طارق جمیل نے اعلانیہ گستاخی کی ہے، اس لیے توبہ بھی اعلانیہ کرنی چاہیے۔شرعاً توہینِ رسالت کرنے والے کی معافی یا رُجوع قبول نہیں،اس کی شرعی سزا ساقط نہیں ہوتی،توبہ کے باوجود ان کو سزا ضرور دی جائے گی۔

۴۔ مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے مُؤقف کے مطابق یہ جواب ہرگز تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلام کی گستاخی کے کلمات بولتے وقت مولوی طارق جمیل کی نیت توہین کی نہیں تھی۔

۵۔ حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلام کی گستاخی والی بات پورے عالَمِ اسلام میں پھیل گئی،اور لوگوں نے لعنت وملامت کی۔

۶۔ مستند تو کیا،کسی غیر مستند عالم نے بھی مولوی طارق جمیل کے حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلام کے متعلّق گستاخانہ بیان کی تصدیق نہیں کی، اور نہ ہی ان پر تنقید کرنے والے علما پر کسی مستند عالم نے تنقید کی ہے،سوائے ان کے چند ذہنی معذور چیلوں کے۔

۷۔ اگر آج مفتی طارق مسعود دیوبندی کے ''شیخ''مفتی رشید احمد لدھیانوی (کراچی)

زندہ ہوتے تو مولوی طارق جمیل کی طرف داری کرنے کی وجہ سے ان پر بھی وہی فتوائے کفر لگاتے جو آج کل کے علما کی طرف سے مولوی طارق جمیل پر لگایا گیا ہے۔

۸۔ جو قول بلاسند ہو، اہلِ علم کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ محمد ابن سیرین نے فرمایا ہے: ''الاسنادُ مِن الدِّین''، ''اسناد دِین کا حصہ ہیں''، اگر دِین کے اندر سند کو چھوڑ دیا جائے تو پھر جو شخص جو چاہے کہتا پھرے۔ اسی وجہ سے حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق اس بات کو عام تو کیا، خواص علما نے بھی کبھی نقل نہیں کیا۔

۹۔ مولوی طارق جمیل کے مفسدانہ خیالات کی بدولت دیوبندی مسلک کی جگ ہنسائی ہو رہی ہے۔

۱۰۔ مولوی طارق جمیل کا بیان سُننے والے سامنے بیٹھے جُہلا ان کے بیانات کو سَنَد مان کر گمراہی کی طرف گامزن ہیں۔

۱۱۔ دیوبندی مسلک کے اکابر اس قصہ گو واعظ یعنی مولوی طارق جمیل کی لغویات وخرافات پر کوئی نوٹس نہیں لیتے۔

۱۲۔ تبلیغی جماعت دو دھڑوں میں بٹ چکی ہے۔

۱۳۔ مولوی طارق جمیل یہود و نصاریٰ کے دُم چھلّے بنے ہوئے ہیں۔

۱۴۔ مولوی طارق جمیل کی کسی بات پر اعتماد نہیں، کیونکہ موصوف کذّاب دجّال راوی ہیں۔

۱۵۔ مولوی طارق جمیل حدیثیں گھڑنے میں ماہر ہیں، گزشتہ صفحات میں یہی بات آپ مفتی محمد سعید خان دیوبندی (خلیفہ مولوی ابوالحسن علی ندوی دیوبندی) کے حوالے سے بھی ملاحظہ کر آئے ہیں۔

۱۶۔ مولوی طارق جمیل کی طرح مفتی طارق مسعود دیوبندی بھی لوگوں کو گمراہ کرنے

کاعمل جاری رکھے ہوئے ہیں۔

۱۷۔ مولوی طارق جمیل کے ماضی کو بنیاد بنا کر نام نہاد مفتی طارق مسعود نے لوگوں کو بد دینی کے لیے ایک چور راستہ دِکھا دیا ہے، اب ہر ایک بد دِین کو اپنے گزرے ہوئے ماضی کا سہارا لے کر اپنی زندیقیت کی عمارت تعمیر کرنے کی آسانی ہوگی۔

۱۸۔ مولوی طارق جمیل کی عادتِ خبیثہ یہ ہے کہ تاریخِ اِسلام کی مقتدر شخصیات (حضراتِ صحابہ کرام سے لے کر عالمِ اِسلام کے فاتحین وسلاطین) کے عیبوں اور ان کی کمزوریوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر عوام الناس کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱۹۔ مولوی طارق جمیل نے اپنی شہرت کے لیے تبلیغی جماعت کو استعمال کیا ہے۔

۲۰۔ مولوی طارق جمیل ڈھیٹ ہیں، ان پر کسی کے کہنے کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۲۱۔ مولوی طارق جمیل کے نزدیک علما قابلِ مذمت ہیں، اس کا اِظہار موصوف اپنے بیانات میں کر چکے ہیں۔

مولوی طارق جمیل دیوبندی کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کی دوزبانیں:

☆ مولوی طارق جمیل کے حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق گستاخانہ بیان کے دفاع میں ساجد خان دیوبندی نے ایک تحریر بہ عنوان ''مولانا طارق جمیل صاحب زِیدَ مجدہٗ اور واقعہ حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام'' لکھ کر ۱۳ جولائی ۲۰۱۹ء کو اپنے فیس بک اکاؤنٹ ''ساجد نقشبندی'' سے شیئر کی (اب یہ تحریر ساجد خان نے اپنے اکاؤنٹ سے ڈیلیٹ کردی ہے، لیکن ایک ویب سائٹ Sqnews.in پر ابھی بھی موجود ہے) اِس دفاعی تحریر میں ایک مقام پر لکھا ہے:

''اگر حضرت مولانا طارق جمیل صاحب، کُتبِ تفاسیر میں منقول حضرتِ یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے واقعہ کو نقل کردیں تو محض ناقل ہونے کی وجہ سے ان

پر گُستاخی کا اِلزام کیوں؟''

حالانکہ اسی ساجد خان نے سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے والدِ گرامی اِمامُ المُتکلّمِین، حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اِس وجہ سے گُستاخ قرار دیا ہے کہ آپ نے اپنی کتاب ''جواہر البیان'' میں حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلّق ایک روایت حضرتِ امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب (''اِحیاءُ العلوم'') سے نقل فرمائی ہے، ساجد خان نے اپنی کتاب میں ''عقائدِ بریلویہ کا مختصر جائزہ'' کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

''اس عنوان کے تحت رضاخانیوں کے چند گُستاخانہ عقائد کا خلاصہ ان کی مستند کُتُب سے پیش کیا جارہا ہے۔''

(مسلکِ اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۳، ناشر: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ طبع اوّل جولائی ۲۰۱۷ء)

ساجد خان نے مذکورہ بالا عنوان کے تحت ۱۸ نمبر عقیدہ لکھا ہے:

''احمد رضا خان کے والد نے موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو ذلیل کہا۔

(جواہر البیان، ص ۴۷)''۔

(مسلکِ اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۶، ناشر: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ طبع اوّل جولائی ۲۰۱۷ء)

☆ ساجد خان نے اپنی ایک اور کتاب میں بھی ''جواہر البیان'' کا یہ اقتباس نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: دِفاعِ اَھلِ السُّنَّۃ و الْجُمَاعَۃ، جلد ۱، صفحہ ۵۵۶ (مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

اگر ساجد خان میں اِنصاف ہوتا تو اِمامُ المُتکلّمِین، حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنا یہ اُصول یاد کرتا کہ:

''محض ناقل ہونے کی وجہ سے اُن پر گُستاخی کا اِلزام کیوں؟''

اِس وضاحت سے قارئین کو بخوبی علم ہوگیا کہ مولوی طارق جمیل کے وکیلِ صفائی،

ساجد خان کی دو زبانیں ہیں۔ اِس متضاد شخص کے اپنوں کے لیے اُصول الگ ہیں، اور دوسروں کے لیے الگ۔

☆ مولوی طارق جمیل کی طرف سے حضرتِ یوسُف عَلَیْهِ السَّلَام کی شان میں کی گئی گستاخی کے دفاع میں ساجد خان دیوبندی نے یہاں تک لکھ دیا ہے:

''منہ کالا کرنا جو توہین کے لیے ہوتا ہے، اس کو اگر مفہوماً روایت بالمعنٰی کے طور پر مولانا نے بیان کر دیا تو توہین کیسے؟''۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ الْعَظِیْم.

اِس ذلیل شخص کو (جو کہ اپنے اکابر کے کُفریات کی وکالت کر کے پہلے ہی مورد لعنت ہے) خود تسلیم ہے کہ منہ کالا کرنا توہین کے لیے ہوتا ہے، لیکن اِس کے باوجود ایک جلیل القدر پیغمبر، حضرتِ یوسُف عَلَیْهِ السَّلَام کی شان میں مولوی طارق جمیل کے کہے گئے مَن گھڑت، گستاخانہ الفاظ (کہ ''آپ کا منہ کالا کیا گیا''۔ نَعُوْذُ بِاللّٰه) کو روایت بالمعنٰی کے طور پر دُرست قرار دے رہا ہے، یہ بدبخت انسان اللہ تعالیٰ کی لعنت کا یقینی طور پر مستحق ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ یوسُف عَلَیْهِ السَّلَام کے گستاخ مولوی طارق جمیل، اور اس کے تمام وکیلوں کا منہ دُنیا و آخرت میں مزید کالا کرے۔ آمین.

مولوی طارق جمیل کے وکیلِ صفائی ساجد خان کی تازہ ذِلّت ملاحظہ کیجیے، مشہور دیوبندی مؤلّف مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی نے اپنی فیس بک آئی ڈی ''محمد ثناء اللہ، ثناء اللہ سعد'' سے ۱۹ جون ۲۰۲۳ء کو اپنی ایک تحریر بہ عنوان: ''حضرت معاویہؓ کا مقام ان عبارتوں سے بلند ہے'' شیئر کی۔ اس تحریر میں مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی نے ساجد خان کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:

''لخ لعنت تیری شکل پہ، دیوثِ اعظم''۔

(اس کا سکرین شاٹ راقم کے پاس محفوظ ہے)

جب ساجد خان کے نزدیک ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلام کے لیے روایت بالمعنی کے طور پر یہ کہنا دُرست ہے کہ ''آپ کا منہ کالا کیا گیا''۔ تو پھر اس کے اپنے متعلق جو الفاظ مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی دیوبندی نے اُوپر استعمال کیے ہیں، وہ بھی دُرست ہیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک ان کے اکابر کی عزّت واہمیت انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام سے زیادہ ہے:

پہلا ثبوت:

مولوی طارق جمیل نے اپنے ایک بیان میں مولوی امین صفدر اوکاڑوی کے بارے میں کہا:

> ''میں نے کہا یہ صفدر کون سا فاتح ہے؟ نام ''فتوحاتِ صفدر''۔ تو پھر میں نے اندر دیکھا، تو میں نے اپنا سر پیٹ لیا، وہ امین صفدر اوکاڑوی صاحب نے جو غیر مقلدوں سے مناظرے کیے، وہ کتاب بنی ہوئی تھی، اور ''فتوحاتِ صفدر''۔ سُبْحَانَ اللّٰہ، واہ واہ کیا علم ہے کہ مسلمانوں سے لڑائی کو فتوحات۔ بھلا مناظرے کرنا بھی کوئی دِین کا کام ہے؟ مناظرے کرنا تو نری کی نری تباہی اور بربادی کا کام ہے، کیونکہ ہمارے علما تاریخ نہیں پڑھتے، اور اُن کو واہ واہ کرنے والے ہر جگہ مل جاتے ہیں''

جب یہ بیان سامنے آیا تو ساجد خان کو بہت تکلیف ہوئی کہ مولوی طارق جمیل نے مولوی امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی کا نام عامیانہ انداز میں کیوں لیا ہے، اور اُن کے مناظروں کو دینی کام ماننے سے اِنکار کیوں کیا ہے۔ چنانچہ ۲ مئی ۲۰۲۰ء کو اس نے اپنے فیس بک اکاؤنٹ ''ساجد نقشبندی'' سے مولوی طارق جمیل کے خلاف درج ذیل تحریر شیئر کی:

''یارم ودلبرم! پانی سر سے گزر چکا ہے، ہم میں ایک طبقہ ایسا موجود ہے جو مستقل مسلک ومشرب، بلکہ اپنا الگ دین رکھتا ہے، اکابر نام کی کوئی چیز ان کے حواشیِ خیال میں بھی نہیں۔ پھر ایسی کوئی بات قطعاً غیر متوقع نہیں، بلکہ اس سے بڑی باتیں کہی گئیں ہیں، جن سے ہم نے چشم پوشی اور صَرفِ نظر کی، اور نوبت بایں جا رسید کہ اب یار لوگ غلط بات کا بھی دفاع کرتے ہیں، دریدہ دہنی سر چڑھ کر بول رہی ہے، ماضی قریب کے بزرگان حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا محمد نافع صاحب، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی، شیخ مولانا سرفراز خان صفدر، اور اُوپر شیخ الاسلام حضرت مدنی، حضرت سہارنپوری وحضرت گنگوہی رَحِمَهُمُ اللّٰه سے لے کر حضراتِ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن تک پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے، اور ہم اس کا سدِّ باب نہیں کرتے، اور معمولی پھوڑا جب کینسر بن جاتا ہے تو............ بہرحال ورنہ یہ ہے کہ اکابر نے معتدل انداز سے ہمیشہ فِرَقِ باطلہ سے مناظرے کیے، اور مناظرہ تبلیغِ دین کا ہی ایک شعبہ اور حصہ ہے، البتہ اگر مقصدِ دین نہ ہو تو نہ صرف مناظرہ، بلکہ علم، تبلیغ اور جہاد بھی فتنہ اور فساد اور تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔ اکابر کے اکابر کے فِرَقِ ضالہ کے ساتھ کئی مناظرے ایسے موجود ہیں جن کو ''فتح'' یا ''فتوحات'' تعبیر کیا گیا ہے۔ صاحبِ ''مَعَارِفُ الْحَدِيْث'' مولانا منظور احمد نعمانی رَحِمَهُ اللّٰه (جن کا بزرگانِ تبلیغ، مولانا محمد الیاس صاحب رَحِمَهُ اللّٰه اور حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه سے گہرا انسلاک اور عقیدت وارادت کا تعلّق تھا) نے فرقۂ باطلہ خصوصاً بریلویہ کے خلاف متعدد مناظرے کیے، جن کا مجموعہ ''فتوحاتِ نعمانیہ'' کے نام سے شائع ہوا ہے، بات کو بڑھایا جائے تو اکابر کی متعدد

کُتُب اوران کی زندگی بھر کی کاوشیں مذاق بن کررَہ جائیں گی۔مولانا محمد صفدراوکاڑوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جن کے نام کے ساتھ''مولانا'' لگانا بھی موصوف نے پسندنہیں کیا، نہ''رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ'' یا''رَحِمَہُ اللّٰہ'' کہنا گوارا کیا، جبکہ روافض تک کے لیے دُعائے مغفرت کا آن دی ریکارڈ موجود ہے،ان مولانااوکاڑوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے لامذہبیت (غیرمقلّدیت) کے طوفان کے سامنے خصوصاً سدِّ سکندری قائم کی، ان کے علوم وفیض سے آج تک مستفید و مستفیض ہورہی ہے،اورتاصبحِ قیامت ہوتی رہے گی۔الخ۔''

قارئین نے مولوی طارق جمیل کی طرف سے مولوی امین صفدراوکاڑوی دیوبندی کانام عامیانہ انداز میں لینے،اوراُن کے مناظروں کودِینی خدمت نہ ماننے کے جواب میں لکھی اِس تحریرکوملاحظہ کیا، یہ تحریراُس شخص نے شیئر کی ہے جوکچھ عرصہ قبل مولوی طارق جمیل کی طرف سے حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں کی گئی شدید گستاخی کادفاع کرچکا ہے۔اِس سے ہمارایہ مُوقِف ایک بارپھردُرست ثابت ہواکہ دیوبندیوں کے نزدیک ان کے اکابر کی عزّت واہمیت انبیاءعَلَیْہِمُ السَّلام سےزیادہ ہے، کیونکہ اگرایسانہ ہوتاتو ساجدخان،مولوی طارق جمیل کی طرف سے حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں کی جانے والی شدید گستاخی کارَدّ بھی ضرورکرتا۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جب اِن موصوف کوعلم تھا کہ مولوی طارق جمیل، روافض کے لیے بھی دُعائے مغفرت کرچکے ہیں،توپھرحضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی کرنے پران کادفاع کرنے کی کیاضرورت تھی؟۔

نوٹ:مولوی امین صفدر اوکاڑوی کے متعلّق مذکورہ بالابیان دینے کی وجہ سے ''دیوبندی مجلّہ صفدر، لاہور''۔ شمارہ:۱۱۳، ۱۱۴۔بابت جولائی، اگست۲۰۲۰ء/ ذوالقعدۃ، ذوالحجۃ ۱۴۴۱ھ کے صفحہ۱۲، ۱۳، ۴۱۔اور۴۵ تا ۵۰ پرمولوی طارق جمیل

کارڈ کیا گیا ہے۔

دوسرا ثبوت:

کچھ عرصہ قبل مشہور دیوبندی مولوی قاضی طاہر علی الہاشمی کے قریبی ساتھی **محمد اعجاز خان** بہادر دیوبندی نے اپنی فیس بک آئی ڈی ''Ejaz Khan Bahadur'' سے درج ذیل پوسٹ کی:

''ہمارے ایک عزیز دوست کہتے ہیں ہم چند ساتھی سپاہِ صحابہ کے ایک دفتر میں بیٹھے تھے، ایک اکابر پرست مولوی صاحب نے دفتر میں رکھی ایک کتاب اُٹھائی اور لیٹے ہوئے بلند آواز سے پڑھنا شروع ہوئے، پڑھتے ہیں کہ غلام حسین نجفی ملعون نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں لکھا ہے......، عمر فاروقؓ کے بارے میں یہ لکھا ہے......، فلاں فلاں صحابی کے بارے میں یہ کہا ہے، وہ اکابر پرست لیٹے ہوئے یہ سب پڑھ رہا تھا، اور اس کو کوئی حرکت نہ ہوئی، یہاں تک کہ **اس نے ایک حوالہ پڑھا کہ:**

''نجفی نے حکیم الامت، مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے بارے میں یہ لکھا ہے''۔ یہ پڑھنا تھا کہ موصوف کے بدن میں آگ لگ گئی، اور انتہائی پھرتی سے لیٹے ہوئے اُٹھ بیٹھے، اور کہنے لگے:

''اس خبیث نے تھانوی صاحب کو بھی نہیں چھوڑا''۔

صحابہؓ کے بارے میں ''بے حرکت'' اور اکابر کے بارے میں پُھرتیاں دِکھانے کا منظر دیوبندی اکابر پرستوں کے ہاں اکثر مشاہدے میں آتا ہے۔

محمد اعجاز، کراچی۔ ۹ مئی ۲۰۲۰ء''

اس اقتباس سے بھی ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک ان کے اکابر کی عزّت واہمیت سب سے زیادہ ہے۔

اِس کتاب میں قارئین نے ملاحظہ فرمایا کہ دیوبندی فرقہ کی تبلیغی جماعت کے

مشہور مبلّغ ومقرِّر، مولوی طارق جمیل کے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلام کے متعلق گستاخانہ بیان کا دیوبندی علمانے رَدّ کیا ہے، اور اُسے گستاخانہ قرار دیا ہے، تاحال مولوی طارق جمیل نے اِس گُستاخی سے شرعی رُجوع نہیں کیا، اگر مستقبل میں وہ اِس گستاخی سے رُجوع کر بھی لیں، تو بقول ابنِ انیس مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی وہ شرعی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ لہٰذا جو دیوبندی، مولوی طارق جمیل کو ابھی بھی صحیح العقیدہ مسلمان سمجھتے ہیں، اور اس گستاخی کی وکالت کرتے ہیں، وہ اپنے مزعومہ ایمان کی فکر کریں۔ اگر کوئی دیوبندی ''اکابر پرستی'' کے جذبہ سے مغلوب ہو کر اس کتاب کا جواب لکھنے کی ہمت کرے، تو یہ خیال رکھے کہ اُس کا جواب دیوبندی مذہب کے اُصولوں سے نہ ٹکرائے، تاکہ اُسے بعد میں شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ دیوبندی مذہب کے سرقہ باز مؤلف (بہ قول مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی دیوبندی ''دیوثِ اعظم'') ساجد خان نے لکھا ہے:

> ''میرا یہ رسالہ پڑھنے والا ان کا حلوائی وجمعراتی مولوی اس وقت دانت پیس رہا ہوگا، اور اسی وہم وخیال میں ہوگا کہ کسی طرح اِس رسالے کا جواب لکھا جائے۔ حالانکہ بندے نے جو کچھ پیش کیا، شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی اپنی کتب ومواعظ سے پیش کیا۔ جب میرا کچھ ہے ہی نہیں، تو اسے تسلیم نہ کرنا، اور جواب لکھنا تو گویا شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا رَدّ کرنا ہوا، نہ کہ میرا''۔

(حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے عقائد ونظریات، صفحہ ۱۲، ۱۳، مطبوعہ جمعیۃ اهل السنّة والجماعة)

ساجد خان کے اِس اقتباس کو سامنے رکھتے ہوئے ہم بھی کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے یہ کتاب پڑھ کر دیوبندی مولوی دانت پیس رہے ہوں کہ کسی طرح اِس کا جواب لکھا جائے، حالانکہ ہم نے اِس کتاب میں جو کچھ پیش کیا ہے دیوبندی علما سے ہی پیش کیا ہے، اس لیے اس کا جواب لکھنا گویا دیوبندیوں کا جواب لکھنا ہوا۔

اگرکوئی دیوبندی اس کتاب کے مندرجات کے جواب میں صرف اِلزامی جوابات دے گا،تو وہ قابلِ قبول نہیں ہوں گے:

مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کا اُصول

ساجد خان دیوبندی نے مفتی عمیر قاسمی دیوبندی کی کتاب ''فضلِ خداوندی'' پر اپنی تقریظ میں لکھا ہے:

''عقل کے دُشمنو! بالفرض یہ مان بھی لیں کہ دیوبندی آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں، تو اس سے تمہارا مسلمان ہونا کیسے ثابت ہوگیا؟ مثلاً کوئی کہے کہ مولوی نقی علی خان نے فتویٰ دیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان گستاخ ہے اور اس کے جواب میں کوئی کہے کہ زید نے فتوی دیا ہے کہ عمرو گستاخ ہے، تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمرو کا گُستاخ ہونا لازم آئے گا، مولوی احمد رضا خان پر جو فتویٰ لگا، وہ تو اب بھی بعینہٖ جوں کا توں موجود ہے۔''

(فضل خداوندی، صفحہ ۲۳، مطبوعہ صوت القرآن، دیوبند۔طبع اوّل)

☆ مولوی ابوایوب دیوبندی نے بھی لکھا ہے:

''اپنے جرائم کی طرف نظر کیجیے، پہلے اپنے گھر کو صاف کیجیے، بعد میں دوسرے کی طرف اُنگلی اُٹھائیے''

(سفید وسیاہ پر ایک نظر، صفحہ ۲۷، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ اکابر دیوبند۔طبع اوّل)

☆ ''جناب! پہلے اپنے گھر کی گندگی کو صاف کریں، اور ہماری طرف اُنگلی اُٹھانا چھوڑ دیں''

(سفید وسیاہ پر ایک نظر، صفحہ ۸۴، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ اکابرِ دیوبند۔طبع اوّل)

☆ ''اپنے گریبان میں جھانکیں، اور اپنے گھر کا گند صاف کریں''

(سفید وسیاہ پر ایک نظر،صفحہ۱۰۴،مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ اکابرِ دیوبند۔طبع اوّل)

اِن اِقتباسات کے پیشِ نظر یہ کہنا بالکل دُرُست ہے کہ اگر کوئی دیوبندی اس کتاب کا ''تحقیقی'' کے بجائے صرف ''اِلزامی'' جواب دے گا،تو وہ قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

-تَمَّت-

طلاق ثلاثہ

کا شرعی حکم

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ

فتاویٰ حج وعمرہ

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالإفتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارسِ حفظ وناظرہ (للبنین، للبنات)

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآنِ پاک حفظ و ناظرہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

درسِ نظامی (للبنین، للبنات)

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی درسِ نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

تخصّص فی الفقہ الاِسلامی

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی تخصص فی الفقہ الاسلامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالاِفتاء

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت مسلمانوں کے روزمرہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلۂ اشاعت

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مُقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

کُتب لائبریری

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء کرام کے نادر و نایاب مخطوطات، عربی و اردو کُتب مطالعہ کے لئے دستیاب ہیں۔

روحانی پروگرام

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ہر اتوار عصر تا مغرب ختمِ قادریہ اور خصوصی دعا۔ تسکینِ روح اور تقویتِ ایمان کے لئے شرکت کریں۔

النور اکیڈمی

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت دینی و دنیاوی تعلیم کے حسین امتزاج سے اپنے بچوں اور بچیوں کو مزین کریں۔ صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔

درسِ شفاء شریف

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت خواتین کے لئے ہر پیر و منگل صبح دس سے گیارہ بجے درس ہوتا ہے جس میں شرکت کے لئے صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔